رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اخبار الحکم قادیان

ہفتہ وار — دور جدید

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی
بیا در بزم مستاں تا ببینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر اعلیٰ — مدیر مسئول
شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی — شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

چندہ سالانہ
حکومت اور والیان ریاست سے ۱۰ر
امراء و رؤسا سے . . ۵ر
معاونین سے . . . ۵ر
عوام سے ۳ر
ممالک غیر سے ۸ر

بدر المسیح
قادیان دارالامان سے ہر ماہ عیسوی کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو خدا کے فضل سے شائع ہوتا ہے۔

قیمت فی پرچہ ۲ر

جلد ۴۴ — مورخہ ۲۱/۲۸ امان سنہ ۱۳۲۰ ہش مطابق ۲۱/۲۸ مارچ سنہ ۱۹۴۱ء — نمبر ۲۳ و ۲۴

الحکم کے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ارشاد مبارک

وہ احباب جو الحکم کے معاملہ میں بے پرواہی یا عدم توجہی کا برتاؤ کرتے ہیں۔ وہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے اس ارشاد کو غور سے پڑھیں۔ جو حضور نے اس سالانہ جلسہ پر اخبارات سلسلہ کی سفارش فرماتے ہوئے الحکم کے متعلق فرمایا۔ مجھے یقین ہے۔ کہ مخلصین سلسلہ حضرت امام کی آواز پر الحکم کو جاری رکھنے کیلئے چند سکوں کی قربانی کرنے سے دریغ نہ فرمائیں گے۔ (ایڈیٹر)

حضور نے فرمایا:-

"الحکم پھر جاری ہوا ہے۔ پہلے بھی ہوتا رہا ہے۔ مگر پھر معلوم نہیں۔ کہ وہ کیوں سو جاتا ہے۔ شیخ یعقوب علی صاحب میرے استاد ہیں۔ اسلئے مرنے کا لفظ استعمال کرتے ہوئے مجھے دکھ ہوتا ہے۔ اور اس لئے میں نے سو جاتا ہے کہا ہے۔ وہ اسے جگاتے ہیں۔ مگر پھر سو جاتا ہے۔

بہر حال یہ بہت پرانا اخبار ہے۔ اور اس نے ابتدائی زمانے میں ایسی خدمت کی ہے۔ کہ جماعت اس کا بدلہ نہیں اتار سکتی سلسلہ کی بہت سی تاریخ اس کی وجہ سے محفوظ ہے۔ اور اگر دوست اس کی پرانی خدمات کی وجہ سے ہی اس کی مدد کر دیا کریں۔ تو یہ بھی اچھی بات ہے۔ اور ممکن ہے۔ کہ اس طرح وہ بھی چل نکلے۔

آخر جب ماں باپ بوڑھے ہو جائیں۔ تو ان کی خدمت بھی تو انسان کرتا ہے۔ حالانکہ وہ کوئی کام وغیرہ نہیں کر سکتے۔ مگر جو خدمت بھی بڑھاپے میں ان کی کرنی پڑے۔ انسان کرتا ہے۔ کوئی گھر سے تو نہیں نکال دیتا۔ بلکہ شرفاء تو ایسے وقت میں زیادہ خدمت کرتے ہیں۔

اس صورت کو مد نظر رکھتے ہوئے دوست الحکم کو کم از کم اتنا ہی سہارا دیتے جائیں۔ کہ اسے یہ کہنے کا موقعہ نہ مل سکے۔ کہ دوست اس کے جاری رہنے میں کوئی مدد نہیں کرتے"
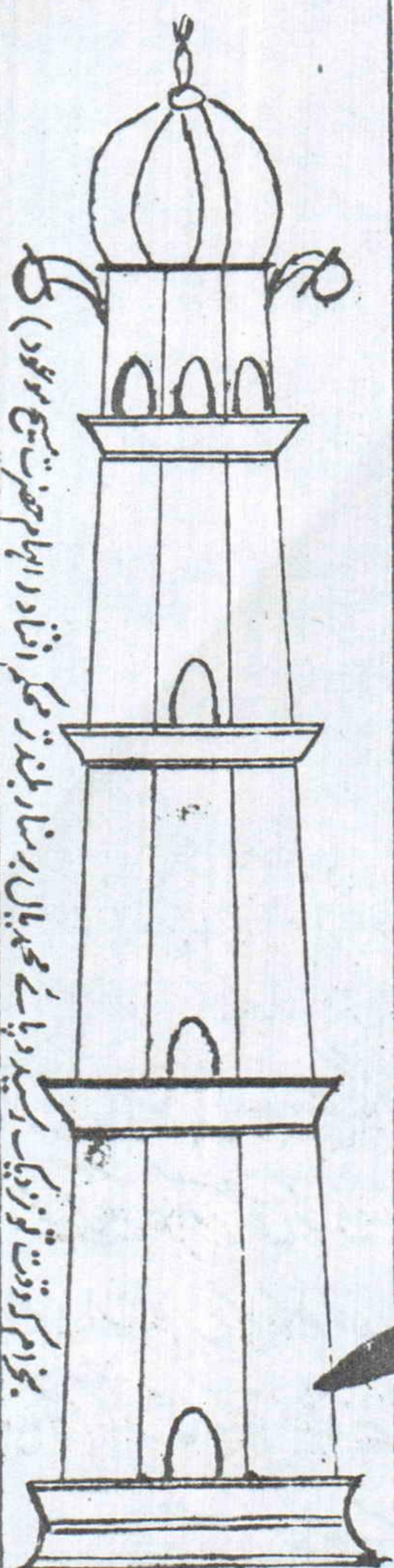
اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر ...

ایک عظیم الشان نشان

قتلِ پنڈت لیکھرام

(نتیجۂ فکر شاعرِ احمدیت جناب ثاقب زیروی)

پیشگوئی: لیکھرام قتل کے ذریعے چھ سال کے اندر اندر اس دنیا سے کوچ کر جائیگا۔ اس کے قتل کے لئے عید کا دن ہوگا۔ یعنی شنبہ کا دن۔ مسلمانوں کے گھر دو عیدیں ہوں گی۔ ایک جمعہ اور ایک عید۔ اور اس سے اگلے دن آریوں کے گھر دو ماتم ہوں گے۔ ایک یہ کہ اُن کا لیڈر مبلغ مارا جائیگا۔ اور دوسرے یہ کہ حضورؑ کی پیشگوئی پوری ہوکر اُن کا بطلان ثابت کر دیگی۔ الا اے دشمنِ نادان و بے راہ - بترس از تیغ بران محمدؐ - عجل جسد لہ خوار لہ نصب و عذاب - تو گوسالہ سامری ہے۔

آریوں کی بدزبانی جب گئی حد سے گذر
تب مسیحِ وقت نے کی اس طرف بھی اک نظر

یہ سمجھتے تھے کلامِ پاک کو فرضی کتاب
بس خرافاتوں کا منبع لائقِ صد اجتناب

مذہبِ اسلام پر الزام ان کا کام تھا
اِک خیالِ خام ان کے واسطے اسلام تھا

اُس نبیِ پاک کو مکار بھی کہتے تھے یہ
زانی و مےخوار و ناہنجار بھی کہتے تھے یہ

جس کی خاطر میرے مولا نے جہاں پیدا کیا
یہ نظامِ دہر اور یہ آسماں پیدا کیا

خشک ہو تعریف میں جسکے فرشتوں کی زباں
جس پہ سو جاں سے فدا ہے خالقِ کون و مکاں

یُوں کہا اُن سے کہ گر تم میں صداقت ہو تو آؤ
اور خدائے دو جہاں سے شرط بندوں کی نبھاؤ

اپنے مستحکم براہین سے دیا اُن کو جواب
سُرمہ چشمِ آریہ سی بے بہا لکھی کتاب

چاہتے ہو گر صداقت کا ہو تم پر انکشاف
پھر تمہارے بے سبب ہیں یہ سبھی لاف و گزاف

ہم خدائے پاک کی ہی بارگہ میں کیوں نہ جائیں
فیصلہ اس گتھلک کا کیوں نہ خالق سے کرائیں

تا یہ کُلی منکشف ہو جائے سچا کون ہے
اور اپنے بے اثر دعوؤں میں جھوٹا کون ہے

میں حقیقت پر ہوں اور علمِ قرآنی پائیدار
اس کا ہر نقطہ حقیقت میں ہے دُرِّ شاہوار

اور محمدؐ جن پہ میرے باپ ماں قربان ہوں
میرے قلب و روح میرے جسم و جاں قربان ہوں

تھے خدائے پاک کے افضل ترین سچے رسُول
اور خوش قسمت ہے وہ جسنے کیا اُن کو قبول

آریہ افسوس بے دینی کے قائل ہو گئے
روح بغض و افتراء کی سمت مائل ہو گئے

ان کا اک لیڈر مبلّغ بدزبان و بدانجام
آریہ جس کو کہا کرتے تھے پنڈت لیکھرام

وہ نکل آیا مقابل پر خُدا کے شیر کے
اور مسیحِ وقت پر بہتان باندھے بے تُکے

بلکہ یوں کہنے لگا کہ اے مسیحِ قادیان!
میری نسبت کیا تمہیں ملتا نہیں کوئی نشاں؟

میں بھی تیری شان کو دیکھوں کہ آیا کیا ہے تو؟
مجھکو بھی معلوم ہو جائے کہ کیا سچا ہے تو؟

تیرا قرآں ہے فقط تیرے محمدؐ کا گماں
جس کو لایا تھا کوئی جبریل سا چٹھی رساں

غیرتِ باری غضب میں آ گئی تکذیب پر
ہو گیا یکدم نظامِ آسماں زیر و زبر

اور مسیحِ وقت نے وحیِ خدا کی پا کر کہا
اے کہ اب ناقابلِ برداشت ہے تیری جفا

تُو فقط بےجان گوسالہ ہے اور ہوگا تباہ
تجھ سے اب مشکل ہے مولا کے حبیبوں کا نباہ

تیری قسمت میں سوا رنج و الم کے کچھ نہیں
تجھ کو لے ڈوبیں گے تیرے دل کے کبر و بغض و کیں

آج سے چھ سال تک تجھ کو سزا مل جائیگی
رنگ یہ پیشگوئی اک نہ اک دن لائے گی

تیرے گھر میں ہوگا ماتم اور مسلمانوں کے عید
اور تیری جان نکلیگی بہ تکلیفِ شدید

حیف ہے اسپہ بھی کچھ سمجھا نہ لیکن لیکھرام
بدزبانی میں وہ بڑھتا جا رہا تھا صبح و شام

کلیاتِ آریہ میں اُس نے پھر تکذیب کی
حضرتِ اقدس کی نسبت پیشگوئی بھی لکھی

جس میں لکھا زندگی ہے تیری بس دو تین سال
بعد اس کے تیری ذریت بھی ہوگی پائمال

چھوڑ جاتا کاش اپنی اس روش کو لیکھرام
اور سکون و صبر سے کرتا بسر عمرِ تمام

پر وہ ظالم ڈٹ چکا تھا بدزبانی کیلئے
آسماں سے اک عذابِ ناگہانی کیلئے

ظلمتِ عصیاں نے ڈھا نپا قصرِ پنڈت لیکھرام
اور نخوت میں لگا ہونے اضافہ صبح و شام

گھِر کے آئے خُوب ابرِ فحش گوئی چار سُو
حق و باطل ہو گئے آپس میں دونو دوبدو

چھینٹیوں کے پرچمِ شب رنگ لہرانے لگے
آریہ حضرت کی ہر اک بات جھٹلانے لگے

آخرش وقتِ مقرر رفتہ رفتہ آ گیا
اور مولا نے مقدس فیصلہ دِکھلا دیا

خُوب جوہر تیغِ بُرّانِ محمدؐ نے دکھلائے
اُس خُدا کے شیر کے جتنے تھے دعوے رنگ لائے

پنڈتِ موصوف کا تھا ایک خادم معتبر
جسپہ رکھتا تھا ہمیشہ مہر و الفت کی نظر

۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴ - اصل تصنیف میں خبط احمدیہ کے اقتباسات دے دیئے جائیں گے۔ تا یہ معلوم ہو جائے۔ کہ یہ لوگ بدزبانی میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ ثاقب۔

۵۱ رسالہ جسے پنڈت لیکھرام نکالتے تھے۔ ۵۲ اصل تصنیف کا حاشیہ اس خادم کی اصلیت کو فاش کریگا۔

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جلد شائع کرنے کی ضرورت ہے

(۲)

میں نے گذشتہ پرچہ میں اس امر کی وضاحت کی تھی۔ کہ سیرت مسیح موعود علیہ السلام کو جلد شائع کرنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ بھی بتایا تھا۔ کہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے "مجدد اعظم" کے نام سے دو ضخیم جلدوں میں سیرت کو شائع کر کے ہمارے لئے ایک تازیانہ کا کام کیا ہے۔ بشرطیکہ ہم اسے محسوس کریں۔

انہوں نے سیرت کی ترتیب اور تدوین کا کام ایسے طریق سے کیا ہے۔ جو ان کے مقاصد کو بہت تقویت دینے والا ہے اور اس اصلی کام کو سخت نقصان پہنچانے والا ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مشن تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا مسئلہ

مسلمان دنیا میں جہاں جہاں پائے جاتے ہیں۔ ان کا متفقہ عقیدہ ہے۔ کہ حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور وہ جیسے اپنی پہلی آمد کے وقت نبی تھے ویسے ہی اس دوبارہ آمد کے وقت بھی نبی ہی ہوں گے۔

احادیث میں بوضاحت "نبی اللہ" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے باوجود اس کے کہ صدیوں سے لوگ آنے والے مسیح کے متعلق یہی عقیدہ رکھتے رہے۔ اور باوجود اس کے احادیث نے خود اس کے لئے نبی کا لفظ استعمال کیا۔ مگر جب وہ آنے والا آ گیا۔ اور اس نے اپنے متعلق خود بڑی تحدی سے کہا کہ

"ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں"

اور اسی بناء پر ان کی مخالفت دنیائے اسلام کے طول و عرض میں پھیل گئی۔ اور کفر کے فتوے لگنے والوں نے سب سے پہلی بناء اس بات رکھی۔ کہ انہوں نے دعویٰ نبوت کیا ہے۔

آج ایک جماعت ایسے لوگوں کی کھڑی ہو جاتی ہے۔ جو اس امر کے مدعی ہیں۔ کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مرید ہیں۔ مگر وہ اس مقام سے جس پر خدا نے آپ کو مامور فرمایا نیچے لا کر دنیا میں یہ ثابت کر دینا چاہتی ہے۔ کہ نہیں وہ اس مقام پر فائز نہ تھے اور اس غرض کے لئے آپ کی سیرت میں ایسے طریق سے حالات کو جمع کیا ہے۔ کہ پڑھنے والا اس اثر سے متاثر ہو۔

کفر و اسلام کا مسئلہ

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نہ ماننے سے جو خطرناک نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔ اس نتیجہ سے لوگوں کو بچانے کے لئے مسئلہ کفر و اسلام پر بحث کر کے یہ ثابت کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان نہ لانے سے انسان کے ایمان میں کسی قسم کا فتور واقعہ نہیں ہوتا۔

مجھے حیرانی ہوتی ہے۔ کہ جب ایک حاکم کا وجود اس قدر کمزور ہو۔ کہ اس کی اطاعت اور عدم اطاعت یکساں نتیجہ پیدا کرتی ہو تو کیا کسی انسان کا دماغ پھرا ہے۔ کہ وہ خواہ مخواہ اسکی اطاعت کا جوا اپنی گردن پر رکھتا پھرے۔ اسی طرح ایک شخص جو مدعی ہو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے۔ اور وہ دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث کیا گیا ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ بات بھی کہے۔ کہ اس کا ماننا اور نہ ماننا یکساں ہے۔ تو کسی کو کیا ضرورت پڑی کہ وہ خواہ مخواہ اسے مان کر اپنے نفس پر ایک جدید بوجھ لادے۔ ہاں جب انسان کو یہ معلوم ہے۔ کہ جیسے ظاہری حکام کی اطاعت نہایت ضروری ہے۔ ورنہ انسان سزا کا مستوجب ہو جاتا ہے۔ ویسے ہی آسمانی حکومت کا نظام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مامورین کا انکار جیسے دنیا پر عذاب لے آتا ہے۔ ویسے ہی انسان کے ملمع شدہ ایمان کو ننگا کر دیتا ہے۔ اور یہ ظاہر کر دیتا ہے کہ کہ جسے وہ ایمان خیال کر رہا تھا۔ وہ دراصل کفر تھا۔ کیونکہ ایمان کے مقام پر کھڑا ہونے والا انسان کبھی بھی آسمان کی آواز سے روگردانی نہیں کر سکتا۔

پھر سلسلہ کے دیگر اہم امتیازات جو خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر اولاد اور موعود اولاد کے ساتھ جو بشارتیں وابستہ ہیں۔ ان سب کی تردید ایسے رنگ میں کی گئی ہے۔ کہ انسان متاثر ہوئے بغیر نہ رہے۔

اسی طرح اس کتاب کے پڑھنے سے یہ اثر پڑتا نہایت ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو گویا نہ کوئی دعویٰ رکھتے تھے۔ اور نہ ان کے انکار سے کوئی گناہ لازم آتا ہے۔ ان کو باوجود بڑی بڑی دعائیں کرنے کے۔ ان کی اولاد کے متعلق کوئی بشارت نہیں دی گئی۔ اور جن مبشر بچوں کے وعدے دیئے گئے وہ معلوم نہیں۔ دو سو سال کے بعد یا چار سو سال کے بعد ان کی نسل میں ہوں گے۔

انجمن تمام دینی اور دنیوی امور میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانشین ہے۔ اور خلافت حقہ گویا کہ کوئی چیز ہی نہیں۔

یہ وہ امور ہیں۔ جن کو بڑی وضاحت اور عمدگی سے سیرت مسیح موعود علیہ السلام کے رنگ میں پیش کیا گیا ہے۔

چونکہ مجدد اعظم کے مصنف ڈاکٹر ہیں۔ اس لئے ان کو معلوم ہے۔ کہ کس طرح غیر مرغوب چیزوں کو شوگر کوٹڈ کر کے پیش کیا جا سکتا ہے۔

الغرض

اس کتاب میں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے بہت سے اچھے پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔ وہاں ان باتوں کو جو حقیقت احمدیت سے بالکل دور ہیں۔ شوگر کوٹڈ کر کے پیش کیا گیا اور اس طرح احمدیت کی حقیقی صورت کو بالکل ڈھانپ دیا گیا ہے۔

اسلئے

ضرورت ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حقیقی چہرے کو دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ اور دنیا کو بتلایا جائے۔ کہ یہ وہ راستباز ہے۔ جسے صدہا سال سے مسلمان ایک نبی کی صورت میں دیکھنے کے متمنی رہے۔ اور جسے احادیث میں نبی کہا گیا۔ اور جس نے خود اللہ تعالیٰ کی وحی کے مطابق اپنی نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس کے نہ ماننے سے ایمان کامل نہیں رہتا۔ بلکہ اس پر کفر کا زنگ چڑھ جاتا ہے۔ جو آہستہ آہستہ بالکل ایمان کو کھا جاتا ہے۔

پھر یہ کہ یہ سلسلہ منہاج نبوت پر قائم ہے۔ اس لئے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کی تائید و نصرت خلافت کے ذریعہ کی۔ اسی طرح اس سلسلہ کی تائید و نصرت خلافت کے قیام سے کی۔ اور انجمن جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماتحت تھی۔ اور جیسے حضرت خلیفہ اوّل کے ماتحت تھی۔ بالکل ویسے ہی آئندہ خلفاء کے ماتحت رہے گی۔

اور یہ کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کی دعاؤں کو بالکل اس پیشگوئی کے مطابق سنا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجال فارس کے متعلق فرمائی تھی۔ اور خدا تعالیٰ نے آپ کو

(بقیہ صفحہ ۲)

ہر گھڑی ہر وقت رہتا تھا وہ اُسکے ہمرکاب ٹپکا کرتا تھا ہمیشہ اُسکی آنکھوں سے عتاب
عزم یہ پنڈت کے دل میں جاگزیں تھا دیر سے آریہ اُس کو بنا لے جسطرح بھی ہو سکے
ہاں اُسی خادم نے اک دن جبکہ پنڈت لیکھرام بالاخانے میں جمائی لے رہا تھا شاد کام

ایک ہی حملے سے خنجر کے کیا آنتوں کو چاک
اور کیا یُوں پنڈتِ موصوف کا قصّہ ہی پاک

سُن کے چیخیں پنڈتِ موصوف کی ماں آ گئی اور اُس خُونی فرشتے کے تعاقب میں بڑھی
دیکھتے ہی دیکھتے آنکھوں سے غائب ہو گیا ہے بیاں ماں کا کہ قاتل ہے یہیں اوجھل ہُوا
غیر معمولی نہ تھی یہ بات پنڈت لیکھرام کارکن سرکردہ جس کو مانتے تھے خاص و عام

قتل ہو جائے پہ قاتل کی خبر کچھ بھی نہ ہو
شہریوں پر موت کا اس کی اثر کچھ بھی نہ ہو

جستجو قاتل کی ہر ممکن طریقے سے ہُوئی شہر کی مشکوک جگہوں کی تلاشی لی گئی
پاس کے دیہات تک کی خاک بھی چھانی گئی کامیابی ہو نہیں سکتی تھی۔ ناکامی ہُوئی
وہ فرشتہ تھا خدا کے غیظ کا اس کا پتا ہر طرح کی جستجو کے بعد بھی نہ چل سکا
مہدیٔ دوراں کی پُوری پیشگوئی ہو گئی دینِ احمدؐ کی صداقت میں شرارت کھو گئی

تُف ہے لیکن آریہ جاتی کہ تُو نے اسپہ بھی
خادمانِ احمدِ مرسلؐ کی کچھ بھی پروا نہ کی
اس سے بڑھ کر کیا نشان تجھکو خدا دِکھلائیگا
اِس تصادم پر بھی تجھکو راہِ حق نہ مل سکا

سنہ ... اور دن عید کے ساتھ کا دن شنبہ کا دن تھا۔ عید جمعہ کو ہوئی۔ اور یوں وہ الہام صحیح طور پر پورا ہوا۔ وَبَشَّرَنِي رَبِّي وَقَالَ مُبَشِّرًا ستعرف يوم العيد والعيد اقرب

مبشر موعود اولاد عطا فرمائی ۔ جن کے ذریعہ خدا تعالےٰ اب سلسلہ کو آفاق میں پھیلا رہا ہے ۔

پس ضرورت ہے ۔ کہ ان غلط فہمیوں کو جلد سے جلد دور کیا جائے ۔ اور یہ تب ہی ہو سکتی ہیں ۔ کہ جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی سیرت پر ایک مکمل کتاب جلد سے جلد شائع کی جائے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے عقائد اور آپ کے مقام کو پوری وضاحت سے شایع کیا جائے ۔

ان تمام باتوں کو جان لینے کے بعد میں محبان احمد اور فدایان مسیح موعود علیہ السّلام سے پوچھتا ہوں ۔ کہ کیا آپ اب بھی اس سے اتفاق نہ کرینگے ۔ کہ جلد سیرت مسیح موعود کو شائع ہونا چاہیئے ۔ اگر آپ کو اس سے اتفاق ہے ۔ اور میں نہیں جانتا ۔ کہ کوئی شخص سچا احمدی کہلاتے ہوئے اس ضرورت کو محسوس نہ کرے ۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں ۔ کہ آپ اپنا نام اور اپنے دوستوں کا نام اسکی خریداری کے لئے پیش نہ کریں ۔

میں پہلے بھی اعلان کر چکا ہوں ۔ کہ ایک ہزار خریداروں کے نام درج رجسٹر ہو جانے پر سیرت کا کام شروع کیا جا سکتا ہے آج کی اشاعت میں پھر اتنی بڑی جماعت میں سے ایک ہزار دوستوں کو پکارتا ہوں ۔ کہ وہ آگے بڑھیں ۔ اور سیرت مسیح موعود کی اشاعت و تکمیل کے باعث ہوں ۔

(محمود احمد عرفانی)

الحکم اور سیرت مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

نوا را تلخ ترمی زن چو ذوق نغمہ کم یابی

حضرت عرفانی کبیر کی قلم سے

الحکم کی چوالیسویں [۴۴] جلد کا پہلا دوسرا نمبر میرے پاس پہنچا جو عزیز محترم محمود احمد عرفانی نے بستر علالت پر مرتب کیا ۔ اور ایسے وقت میں کہ وہ ذیابیطس اور کاربنکل کے زخم کی وجہ سے سخت تکلیف گو یہ کشمکش موت و حیات میں تھا ۔ میرا دل اسے دیکھکر بے اختیار

اپنے مولا کے حضور جھک گیا

اور میں نے اس کے لئے دعا کی ۔ اور مجھے تسلی ہوئی ۔ کہ الحکم کا جھنڈا بلند ہو کر رہے گا ۔ "و باللہ التوفیق" ۔ الحکم کے اس نمبر میں انہوں نے الحکم کے بقایا داروں اور خریداروں کو توجہ دلائی ہے ۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ بنصرہ کے ارشاد کو بھی یاد دلایا ہے ۔ حضرت امیر المومنین کے ارشاد کے بعد کچھ عرض کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں ۔ البتہ اس ارشاد کو بار بار شایع کیا جائے ۔

الحکم ایک مقدس امانت ہے ۔ جس کو نصف صدی کے قریب سے ہم محفوظ رکھتے چلے آئے ہیں ۔ اور خدا کے فضل و رحم سے ہم اس کی حفاظت آخری سانس تک کریں گے ۔ واقعات کے ایک لمبے سلسلہ نے یہ ثابت کر دیا ہے ۔ کہ

الحکم کبھی تجارتی اغراض اور مقاصد پر نہیں چلایا گیا

اور اس کے موسس اور مدیر اول کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے من حیث لایحتسب رزق دیا ہے ۔ اور رزق کریم دیا ہے ۔ اور میری آخری سانس تک وہ میری ربوبیت فرمائیگا ۔ یہ میرا یقین ہے ۔ مگر الحکم کی طرف سے بے التفاتی کی وجہ سے جو

ملی نقصان ہوا ہے

اس کا احساس تکلیف دہ ہے ۔ میں اس دکھی دل کی داستان کو نہیں چھیڑتا ۔ میں الحکم کے بیمار مگر تندرست دل والے مدیر سے کہتا ہوں ۔ کہ الحکم جب شایع کیا گیا تھا ۔ تو جماعت کی تعداد بہت ہی کم تھی ۔ اخباری مذاق نہ تھا ۔ اس وقت میں نے اس کے پہلے اداریہ میں لکھا تھا ۔

جب توکلت علی اللہ پر آغاز کیا
پر نکل آئینگے اور دیکھنا پرواز کیا

اس کی صداقت گذشتہ ۴۴ سال کی زندگی سے ظاہر ہے ۔ اور وہ کام جو اس کے ذریعہ ہوا ۔ خدا کے فضل سے ہوا ۔ وہ انسانی طاقت تجویز اور کوشش کا نتیجہ نہیں ۔ پس آئندہ اسی اصل مستحکم پر کام کیا جاوے ۔ ہم کو الحکم کو جاری رکھنا ہے ۔ اور اگر اس کا ایک بھی خریدار نہ ہو ۔ تب بھی

اس کو اپنی نسل کے ازدیاد ایمان کے لئے جاری رکھنا ہے

خریداروں اور جماعت کو توجہ دلاؤ ۔ کہ یہ اسباب میں داخل ہے گراں چیزوں کو بُت نہ بناؤ ۔ اگر ہفتہ وار نہیں ماہانہ ۔ ماہانہ نہیں سالانہ ۔ ہم انشاء اللہ بحولہ و بقوتہ جاری رکھیں گے ۔ میں الحکم کی خدمات اس کی ضرورت اس کے متعلق ارشادات کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا ۔ اتنا کہتا ہوں ۔ کہ زندہ قومیں اپنے ہادیوں اور پیاروں کی یادگاروں میں درختوں ۔ پتھروں اینٹ پتھر کے مکانات تک کی حفاظت کرتی ہیں ۔ الحکم

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا پہلا علم بردار ہے ۔ اسکو قایم رکھو

ہمارا کام ایک بات پہنچا دینا ہے ۔ اس کے بعد اللہ پر بھروسہ کر کے کام کرتے جاؤ ۔ الحکم کے بعد مجھے سیرت مسیح موعود کے متعلق کچھ اس لئے کہنا ہے ۔ کہ عزیز محترم نے مجھے اس کی طرف متوجہ کیا ہے ۔ میں کبھی غافل نہیں رہا ۔ خود الحکم کے صفحات شاہد ہیں ۔ جن میں سیرت کے اوراق شائع ہوتے رہے ہیں ۔ مگر مجھے یہ دکھ رہا کہ

اس کام کی طرف انفرادی یا اجتماعی رنگ میں میرے ساتھ تعاون نہیں ہوا کیوں؟ میں نہیں جانتا ۔

اب جب کہ بات انتہا کو پہنچ چکی ہے ۔ میں خدا تعالےٰ کے فضل اور رحم پر بھروسہ کر کے اسی اعتماد کے ساتھ جو الحکم کے اجراء کے وقت میرے دل میں تھا ۔ میں سیرت مسیح موعود کے کام کو شروع کر رہا ہوں ۔ میں نہ ایک ہزار خریداروں کو پکارتا ہوں ۔ نہ کوئی اپیل کرتا ہوں ۔ خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر بلند کا وعدہ فرمایا ہوا ہے ۔ اور یہ رفعت ذکر ہو کر رہیگی ۔ میں اس کی شان کریمی کو دیکھتا ہوں

اور یقین رکھتا ہوں ۔ کہ یہ کام اس کے فضل اور رحم سے ہو جائیگا

مایوس ہونے اور گھبرانے کی کوئی بات نہیں ۔ اس توقف اور تعویق میں بھی اللہ تعالیٰ کی نہاں در نہاں حکمتیں تھیں ۔

پس میں عزیز محترم کو مجاز کرتا ہوں ۔ کہ وہ یہ اعلان کر دیں

سیرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکمیل کا کام شروع کر دیا گیا ہے ۔

صرف وہ لوگ جو اس کی ضرورت اہمیت کا احساس رکھتے ہوں ۔ اور جن کی نظر کاغذ اور سیاہی پر نہ ہو ۔ بلکہ وہ اپنے آقا و محسن کے حسن و احسان کے کارناموں کو اپنی اور اپنی نسل اور دنیا کی فلاح کا ذریعہ یقین کرتے ہوں ۔ اور چاہتے ہوں ۔ کہ یہ کام جلد ہو سکے ۔ وہ اس خلوص کے ساتھ میرے ساتھ تعاون کریں ۔ تو انہیں ثواب ہوگا ۔ اور میں تو یقین رکھتا ہوں ۔ و اللہ المستعان نعم المولیٰ و نعم النصیر ۔ وہ آپ ایسے قلوب کو کھول دے گا

۸۰ صفحوں کی ایک ایک جلد شائع ہوگی ۔ اور ہر جلد کی تکمیل کے قریب اعلان کر دیا جائے گا ۔ (سلسلہ کے لئے دیکھو کالم اول)

(بقیہ کالم سوئم)

انشاء اللہ العزیز ۔ میں امید رکھتا ہوں ۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھے اس کام کی تکمیل کی توفیق دے گا ۔ اور اگر میں اسی تڑپ اور سعی میں فوت ہو گیا ۔ تو بھی اس کی تکمیل کے اجر سے بحمد اللہ ماجور ہوں گا ۔ اسی خصوص میں میں اور کوئی اعلان شائع نہیں کروں گا ۔ جو دوست کوئی مشورہ دینا چاہیں ۔ یا تعاون کرنا چاہیں ۔ وہ دفتر الحکم و سیرت مسیح موعودؑ قادیان کو لکھ دیں ۔ میں اپنے عزیز معاصرین سے اتنی توقع کرتا ہوں ۔ کہ وہ اس مکتوب کو اپنے جرائد میں شائع کر دیں گے ۔ یہ بھی تعاون کا ایک ذریعہ ہوگا ۔ والسّلام ۔

خادم قدیم خاکسار یعقوب علی عرفانی

ایڈیٹر و موسس الحکم و مرتب سیرت مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

نوٹ : سیرت ہی کے سلسلہ میں بعض اہم موضوع بھی زیر ترتیب ہیں ۔ چنانچہ ایک موضوع کے بہت جلد مکمل ہو جانے کی بفضلہ امید ہے ۔ مجھ کو یقین ہے ۔ کہ اس موضوع پر آج تک ایسی سیر کن بحث نظر نہ آئے گی ۔ انشاء اللہ العزیز ۔ (عرفانی)

دعائے صحت

حضرت ام المومنین الحال اللہ بقاءھا کی صحت ایک عرصہ سے سخت ناساز ہے ۔ حضرت ام المومنین کا وجود ہمارے لئے ایک نہایت ہی بابرکت اور مقدس وجود ہے ۔ خدا تعالےٰ نے بارہا اپنی وحی پاک میں فرمایا :-

انی معک و مع اھلک

پس خدا تعالیٰ کی معیت اس پاک وجود کیساتھ بھی ویسی ہی ہے ۔ جیسے خدا کے فرستادہ کے ساتھ تھی ۔ اس لئے احباب درد دل سے اس پاک وجود کی صحت اور درازیٔ عمر کیلئے دعا کرتے رہیں

حضرت امیر المومنین کا سفر یورپ

لنڈن سے روانگی

۲۴ر اکتوبر ۱۹۲۴ء یوم جمعہ

حضرت عرفانی کبیر کے پرانے کاغذات سے مندرجہ ذیل مضمون جو حضرت امیر المومنین کے سفر یورپ کے متعلق ہے آج کی اشاعت میں شائع کرتا ہوں ۔ (ایڈیٹر)

جیسا کہ قرار پا چکا تھا ۔ آخر وہ دن آ پہنچا ۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز معہ اپنے خدام کے لنڈن سے واپس دار الامان کو روانہ ہوں ۔ ۲۴ر اکتوبر ۱۹۲۴ء کا دن آپ کے لئے بہت مصروفیت کا دن تھا ۔ رخت سفر کا باندھنا ملاقاتیوں سے ملنا ۔ جمعہ کی طیاری ۔ جو پٹنی کی مسجد میں پڑھنا قرار پایا تھا ۔ اور پھر ساڑھے چار بجے واٹرلو سٹیشن پر پہنچ جانا ۔ جہاں سے روانہ ہونا تھا ۔ ۲۳ر کی رات آپ دو بجے تک ایک طالب حق کو سمجھاتے رہے ۔ یہ ایک نوجوان بی ۔ سی پاس کر کے انگلستان آیا ہوا ہے ۔ اس کو حضرت سے محبت ہے ۔ مگر بوجہ حنفی مزاج ہونے کے بہت سے اعتراضات رکھتا ہے ۔ خدا کی ہستی ۔ روح کی حقیقت ۔ بہشت و دوزخ وغیرہ مسائل پر اس کو بہت کچھ معلوم کرنے کی ضرورت ہے ۔ پہلے بھی حضرت نے اس کو وقت دیا تھا ۔ اور وعدہ تھا ۔ کہ چلنے سے پہلے پھر وقت دیں گے ۔ ۲۳ر اکتوبر کی شام کو جب وہ مسٹر پرل کے ساتھ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ جب رخصت ہونے لگا ۔ تو حضرت نے فرمایا ۔ کہ ٹھہر جاویں ۔ میں کچھ وقت آپ کو اب دوں گا اور کچھ صبح کو ۔ چنانچہ یہ نوجوان ٹھہر گیا ۔ باوجودیکہ حضرت ۱ بجے کے قریب تک مسٹر پرل اور اس کی رفیقہ کے سوالات کے جوابات دیتے رہے تھے ۔ مسٹر غیاث الدین (جو اس نوجوان کا نام ہے ۔) کے ساتھ قریباً دو بجے تک گفتگو کرتے رہے ۔ اور اور اس کے بعد بدخوابی بیماری کا دور ہو گیا ۔ اور قطعاً نہ سو سکے ۔ رات اس طرح پر تقریروں اور بدخوابی میں گذری ۔ اور صبح سے رخت سفر باندھنے میں مصروف ہو گئے ۔ خود اپنا سامان باندھا ۔ ملک جنجوعہ صاحب کی بڑی محبت آمیز خواہش تھی ۔ کہ انہیں یہ عزت اور سعادت حاصل ہو ۔ مگر حضرت خود باندھتے رہے ۔ اور ایک بجے کے قریب فارغ ہوئے ۔ اس عرصہ میں بہت سے لوگ ملاقات کے لئے جمع ہو چکے تھے ۔ جو اپنی مصروفیتوں کی وجہ سے سٹیشن پر نہ آ سکتے تھے ۔ یا جو یہ سمجھتے تھے ۔ کہ مکان پر ہمیں اچھا موقعہ مل جائے گا ۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو انکے اخلاص کے موافق اجر دے ۔ آمین ۔

بہرحال اس تنگ وقت میں ہی کھانا کھایا گیا ۔ اور خدام کو حکم دیا ۔ کہ پٹنی کی مسجد کو روانہ ہوں ۔ چنانچہ ہم سب پٹنی پہنچے ۔ (بذریعہ زمین دوز ریلوے) اور حضرت بذریعہ موٹر وہاں پہنچے ۔ اور آپ نے نئی مسجد میں پہلا جمعہ پڑھایا ۔

مسجد فضل لنڈن میں پہلا جمعہ

۱۹ر اکتوبر ۱۹۲۴ء کو جس مسجد کی بنیاد رکھی گئی تھی ۔ ۲۴ر اکتوبر ۱۹۲۴ء کو اسی میں پہلا جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح نے پڑھایا ۔ اس وقت قلوب کی عجیب حالت معلوم ہوتی تھی ۔ محراب کی چھوٹی سی دیواریں صرف کھڑی تھیں ۔ اور باقی فرش زمین پر بچھایا گیا تھا ۔ اگر فرش نہ ہوتا ۔ تو مسجد نبوی کی اس حالت کا نمونہ تھا ۔ کہ سجدہ میں کیچڑ سے پیشانیاں لت پت ہو جاویں ۔ اس مسجد مبارک میں پہلا جمعہ پڑھنے والوں کے جو نام مجھے یاد رہ سکے ہیں ۔ وہ حسب ذیل ہیں ۔ میاں شریف احمد صاحب ۔ حافظ روشن علی صاحب ۔ شیخ مصری صاحب ۔ خانصاحب ذوالفقار علیخاں صاحب ۔ چودھری فتح محمد صاحب ۔ نیر صاحب ۔ مولانا درد صاحب (عبد الرحیم ایم ۔ اے) بھائی جی عبد الرحمن قادیانی صاحب ۔ برادر عزیز الدین صاحب برادر نواب الدین صاحب ۔ سردار مصباح الدین صاحب ۔ سردار ظفر حق صاحب ۔ ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب ۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب ۔ تین مسلمان عورتیں تھیں اور تین مرد انگریز اور ایک ترکی صاحب ۔ انگریز (احمدی شاعرہ) اور اسکی بیٹی لطیفی بے مشہور ترکی منسٹر کی ہمشیرہ ۔ مولوی محمد دین صاحب امریکن مبلغ (اور جو لوگ ہوں ۔ میں ان کے نام نوٹ نہ کر سکا ۔ وہ اطلاع دیدیں ۔ تا کہ درج ہو جاویں ۔) حکیم فضل الرحمن مبلغ افریکہ ۔ مسٹر مارٹن افریقن طالب علم ملک جنجوعہ صاحب ۔ اور مسٹر خالد عبد الرحیم صاحب ۔

یہ خطبہ جمعہ شروع ہو چکا تھا ۔ خادم عرفانی الموقت آ کر شریک ہوا ۔ اور حسب معمول سنت پڑھنے لگا ۔ آپ نے فرمایا کہ جب نماز جمع ہو رہی ہو ۔ سنت نہیں پڑھی جاتی ۔ اس طرح ایک اور بھائی کو جو پیچھے سے آیا تھا ارشاد فرمایا ۔

خطبہ جمعہ

نوٹ :۔ میں نے جہاں سے سنا ہے ۔ لکھا ہے ۔ مگر اس سے معلوم ہو سکتا ہے ۔ کہ ابتدا کس طرح ہوئی ہے ۔ اور ابھی چند فقرے ہی آپ نے بولے تھے ۔ عرفانی)

فرما رہے تھے ۔

جب ایسی ترقی ہو ۔ اور ایسے حالات کے ماتحت ہو ۔ جو انسانی اندازہ اور قیاس و فکر کے خلاف ہو ۔ یعنے کوئی حالات اور اسباب ایسے ہوں ۔ جن کے ماتحت وہ ترقی ہو سکتی ہو ۔ اور قبل از وقت اس ترقی کا اندازہ اور قیاس کیا جا سکتا ہو ۔ تو وہ ترقی خدا تعالیٰ کی وحی اور الہام کے ماننے پر مجبور کر دیتی ہے ۔ اور اس بات پر ایمان لانے کے لئے مجبور کرتی ہے ۔ کہ کوئی بالاتر ہستی ہے ۔ اور وہ عالم الغیب اور مدبر بالا ہستی ہے ۔

قرآن کریم میں جن انبیاء کا ذکر آیا ہے ۔ اور جو حالات اُن کو پیش آئے ۔ اور قبل از وقت ان مشکلات اور غیر موافق حالات میں انہوں نے جو خبریں اپنی ترقی اور کامیابی کے متعلق دیں ۔ اور یہ کہا ۔ کہ خدا نے ہم کو ایسا بتایا ہے ۔ اور پھر باوجود خطرناک مخالفت اور شدید ترین مشکلات کے وہی ہوا ۔ جو خدا نے کہا تھا ۔ جس کا انہوں نے خدا کے نام سے اعلان کیا تھا ۔ تو ان ترقیات کو دیکھ کر انسان حیران ہو جاتا ہے ۔ اور آج بھی جب ان کی تاریخ کو پڑھتا ہے ۔ تو حیرت ہوتی ہے ۔ کہ کس طرح پر سالہا سال مشکلات اور مخالفت میں گذارنے کے بعد وہ کامیاب ہوئے ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خطرناک مشکلات کے وقت خدا سے خبر پا کر اپنی کامیابی اور ترقی کے متعلق کہا تھا ۔ وہ کس طرح پورا ہوا ۔ اس کو دیکھ کر صاف طور پر اقرار کرنا پڑتا ہے ۔ کہ جو کچھ کہا گیا تھا ۔ وہ خدا کا کلام تھا نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہ تھے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بعض لوگوں کو دھوکا لگا ہے کہ آپ عالم الغیب تھے ۔ یہ درست نہیں ۔ خدا تعالےٰ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں ہوتا ۔ اور نہیں ہے ۔ عالم الغیب والشہادت وہی پاک ذات ہے ۔ اور اس کی صفات میں کوئی شریک نہیں ۔ انبیاء علیہم السلام عالم الغیب نہیں ہوتے ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی پا کر وہ محض پیشگوئیاں کرتے ہیں ۔ اور یہ علم غیب اُن کا اپنا نہیں ۔ بلکہ خدا کا ہوتا ہے ۔ اور وہ غیب کی خبریں جو وہ قبل از وقت خدا کی وحی سے دیتے ہیں ۔

خدا کی ہستی اور ان کی صداقت کا ثبوت ہوتی ہیں

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سب انبیاء کے سردار ہیں ۔ اور آپ کو جو غیب کی خبریں دی گئی تھیں ۔ ان کا سلسلہ بہت لمبا ہے ۔ اس لئے کہ آپ کی نبوت کا دامن بہت وسیع ہے ۔ مگر باوجود اس کے بھی آپ عالم الغیب نہ تھے ۔ ہم جب آپ کے حالات کو دیکھتے ہیں ۔ تو ان میں بعض عجیب واقعات نظر آتے ہیں ۔ آپ نے خدا سے الہام پا کر مکہ معظمہ کا ارادہ کیا ۔ اور آپ ایک بہت بڑی جماعت کو لے کر عمرہ کے ارادے سے چل پڑے ۔ مگر حدیبیہ کے مقام پر آپ کو رک جانا پڑا ۔ اور آپ کو بغیر عمرہ کرنے کے واپس آنا پڑا ۔ آپ کو بڑی تکلیف ہوئی ۔ جو جماعت صحابہ کی آپ کے ساتھ تھی ۔ ان سب کو اپنے اموال خرچ کرنے کے باوجود واپس ہونا پڑا ۔ یہاں تک کہ بعض کو ابتلا بھی آیا ۔ کہ اگر رسول تھے ۔ تو خدا تعالےٰ نے آپ کو کیوں نہ بتا دیا ۔ کہ اس سال آپ عمرہ نہ کر سکیں گے ۔ مگر یہ واقعہ بتاتا ہے ۔ کہ آپ نے جو کچھ خدا سے خبر پائی تھی ۔ اس پر پورا یقین تھا ۔ کہ وہ خدا ہی کی طرف سے ہے ۔ اور وہ اپنے وقت پر اسی طرح پوری ہوئی ۔ اور آپ کا اس سال عمرہ کے لئے آ جانا ۔ اور مکہ میں داخل نہ ہو سکنا اس امر کی دلیل ہو گیا ۔ کہ آپ عالم الغیب نہ تھے ۔ ورنہ آپ کو اس سال آنے کی ضرورت نہ تھی ۔ غرض یہ درست نہیں ۔ کہ کوئی نبی یہاں تک کہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی عالم الغیب نہ تھے۔ نبی کا علم اسی حد تک ہوتا ہے۔ جو خدا اسے اسے ملتا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالے سے خبر پاکر اسلام کی ترقی کی پیشگوئی کی ہے۔ اسلام کو ایک کامیابی آپ کے اور صحابہ کے عہد میں ہوئی۔ وہ بہت بڑی کامیابی تھی۔ مگر آخری زمانہ کے متعلق بھی اس کی ترقی اور کامیابی کی ایک پیشگوئی ہے۔ اور اسلام اپنی تعلیم کے کمالات اور دلائل و براہین سے کل ادیان پر غالب آئے گا۔ وہ علمی اور عملی سچائیوں کے ساتھ غالب ہوگا۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ اسلام کو پہلے غلبہ ہوا ہے۔ مگر یہ وہ زمانہ تھا۔ کہ اگرچہ اسلام کے لئے تلوار نہیں اٹھائی گئی۔ تاہم ظاہر میں تلوار نظر آتی ہے۔ لیکن ایسے زمانہ میں جب کہ مسلمان تلوار کا مقابلہ کرنے کے قابل نہ ہوں گے۔ اور اپنی علمی اور عملی کمزوریوں میں بے نظیر ہو جائیں گے۔ اس وقت اسلام کے غلبہ کی خبر دینا اور اسلام کا غالب آنا ایک ایسا زبردست اور کھلا کھلا نشان ہے کہ اس کے تسلیم کے بغیر چارہ ہی نہ رہ سکتا۔

خدا تعالے نے سورہ صف میں اسلام کی اس کامیابی کی خبر آخری زمانہ کے متعلق دی ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی آخری زمانہ میں فارسی النسل کے ذریعہ غلبہ اسلام کی خبر دی ہے۔ اور آپ کے تیرہ سو سال بعد اس غلبہ کی ابتداء ہوگی۔ پہلے مسلمانوں کو زوال ہوگا۔ ہر طرح سے ان میں زوال آجائیگا ان کی دینی دنیوی مادی۔ اخلاقی اور روحانی ہر قسم کی حالتوں میں ضعف پیدا ہوگا۔ اور باوجود اس ضعف و زوال کے خدا تعالیٰ اسلام کو

غالب کر دیگا

یہ خبر ایک خصوصیت رکھتی ہے۔ دنیا کی تاریخ بتاتی ہے کہ جب کوئی قوم تباہ ہو جاتی ہے۔ تو شاذ ہی پھر وہ ترقی کرتی ہے۔ اس وقت مسلمانوں کی جو حالت تھی۔ کوئی اس سے یہ قیاس نہیں کر سکتا تھا۔ کہ یہ قوم پھر غالب ہوگی۔ مگر خدا تعالے نے اس کے پھر غالب ہونے کی خبر دی ہے۔ اور یہ امر ہو کر رہے گا۔ اور یہ غلبہ جیسا کہ خدا تعالے نے وعدہ کیا ہے۔ اسی طرح پورا ہوگا۔ کہ

ایرانی النسل میں سے بعض لوگوں کے ذریعہ پورا ہوگا

جن میں سے حضرت مسیح موعود وہ پہلا وجود ہے۔ جو اس غلبہ کا اصل ذریعہ ہے۔ اور آپ کے بعد جو ترقیات ہوں گی۔ وہ آپ ہی کی ترقیات ہیں۔

آج تم دیکھو۔ کہ ان ترقیات کے آثار پیدا ہو چکے ہیں۔ یکدم تبدیلیاں نہیں ہوا کرتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود کے ابتدائے دعویٰ میں جو حالت تھی۔ اس پر غور کرو۔ اور آج جو حالات پیدا ہو چکے ہیں۔ ان کو دیکھو۔ کہ وہ بیج جو حضرت مسیح موعود کے ہاتھ سے بویا گیا۔ باوجودیکہ تمام قومیں اور حکومت بھی چاہتی تھی۔ کہ اس بیج کو تباہ کر دیا جائے۔ مگر وہ بڑھا اور پھلا اور اب وقت ۔۔۔ ہے۔ کہ اس کے لذیذ اور شیریں اثمار دنیا میں اسلام کے لئے ایک کامل غلبہ کی راہ کو پیدا کر دیں۔

حالات ایک زور کے ساتھ تبدیل ہو رہے ہیں۔ وہ لوگ جو اپنے حظوظ نفس کے لئے شراب کو صرف جائز ہی نہیں۔ بلکہ ضروری سمجھتے ہوئے اسلام پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ

اس نے شراب جیسی ضروری چیز کو حرام کیا ہے۔ وہ کسی طرح پر خدا کا دین نہیں ہو سکتا۔

آج ان کے گھروں میں ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں۔ اور حالات وقت نے ایسی صورت نمایاں کی ہے۔ کہ خود مغربی لوگوں میں یہ تحریک پیدا ہو گئی ہے۔ کہ شراب بند کی جاوے۔ لڑائی کے ایام میں بھی اس کی مخالفت ہوئی۔ مگر اب تو بڑے زور سے یہ تحریک جاری ہے۔ امریکہ قطعی طور پر قانوناً شراب بند کر چکا ہے۔ اسی طرح پر سود کے متعلق ساڑھے تیرہ سو سال کے قریب ہونے کو آئے ہیں۔ قرآن مجید نے یہ حکم دیا تھا۔ کہ سود حرام ہے۔ اور یہ بتایا گیا تھا۔ کہ سود جنگوں کو پیدا کرتا ہے۔ اب اس کی حقیقت کھل چکی ہے۔ پچھلی جنگ عظیم ہی کو لو۔ اگر سود کی بلا نہ ہوتی۔ تو اتنی دیر تک وہ جنگ جاری نہ رہ سکتی۔ اور اب اقتصادیات کے ماہر اور خلاء مفکر آواز بلند کہہ رہے ہیں۔ کہ سود جنگ کا موجب ہوتا ہے۔ جب کوئی بڑی لڑائی ہوئی ہے۔ تو اسے سود نے لمبا کیا ہے۔ اسی طرح کثرت ازدواج پر اعتراض ہوتے رہے۔ اب تک بھی بعض لوگ کرتے ہیں۔ مگر عورتوں کی کثرت نے جو پہلے ہی تھی۔ اور اب لڑائی کے بعد اور بھی اس میں اضافہ کر دیا ہے۔ اس آواز کو بھی بلند کیا ہے۔ کہ ایک سے زیادہ عورتیں کی جائیں۔ کچھ شک نہیں یہ آواز ابھی دھیمی ہے۔ مگر اُٹھ رہی ہے۔ اور وہ وقت قریب معلوم ہوتا ہے۔ جب اس صداقت کو عملاً تسلیم کر لیا جائے گا۔

بہت لوگ ہیں۔ جو اس کے حامی ہیں۔ مگر وہ سوسائٹی کے رسم و رواج سے ڈرتے ہوئے آواز نہیں اٹھاتے۔ اسی طرح طلاق کے متعلق بھی آواز اُٹھ رہی ہے۔ کہ یہ مشکلات کا علاج ہے۔ اس کے ذریعہ سے جو تغیرات ہوتے ہیں۔ ان کو بقا رہتی ہوتی ہے جو گاڑی بہت تیزی سے چل رہی ہو۔ اس کو یکدم نہیں روکا جا سکتا۔ پس جو رَو پہلے سے مغرب میں چلی ہوئی ہے۔ اب اسے روکنے کے لئے ایک وقت کی ضرورت ہے۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ تغیرات ہو رہے ہیں۔ انہیں تغیرات میں سے ایک یہ مسجد بھی ہے سو سال پہلے یہ خیال میں کبھی نہ آتا ہوگا۔ کہ لنڈن میں مسجد بنائی جائیگی۔ یہ خیال کرتے ہوئے مجھے بچپن کی آوازیں یاد آتی ہیں۔ میری عمر اس وقت ۳۵ سال کی ہے۔ اس وقت یورپ کا بڑا علاج اسلام کے متعلق یہ سمجھا جاتا تھا۔ کہ ایا لوجی لکھی جاوے۔ جس سے عیسائیت اور اسلام میں اتحاد پیدا ہو جائے۔ میں اس وقت یہ سمجھتا تھا۔ اور خواہ کوئی اس وقت مجھے پاگل ہی کہتا۔ میرے خیال میں اپالوجی کی صورت نہیں تھی۔ میں یقین رکھتا تھا۔ کہ اسلام پھیل جائے گا۔ اور اب تو میں دیکھتا ہوں۔ کہ اسلام پھیل رہا ہے اور مغرب اسلام کی طرف آرہا ہے۔ یہ تغیر تو اب ہو رہا ہے۔ معمولی نہیں ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود نے جب پیشگوئی کی۔ تو اسے بالکل خیالی سمجھا جاتا تھا۔ مگر آج واقعات بتا رہے ہیں کہ آپ کے غلام ان ملکوں میں اس تبلیغ کو پھیلا رہے ہیں۔ اور اس پیغام کو پہنچا رہے ہیں۔ جو آپ لے کر آئے تھے۔ اب اس تغیر کو دیکھتے ہوئے یقین ہو جاتا ہے۔ کہ وہ بیج جو حضرت مسیح موعود کے مبارک اور مقدس ہاتھوں نے خدا سے علم پاکر بویا تھا۔ اس کا درخت اب نکل رہا ہے۔ درخت کی حفاظت کا بہترین وقت وہی ہے۔ جبکہ کونپل نکل رہی ہو۔ اگر اس وقت اس کی حفاظت اور غور و پرداخت عمدگی سے ہو۔ تو اس کے شیریں اور خوشگوار پھل پھلتی ہے۔ لیکن اگر بے پروائی اور غفلت کی جاوے۔ تو اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ پس محنت اور ہوشیاری سے اس کی نگرانی کرو۔ ہم سب کا فرض ہے۔ کہ اس کونپل کی نگہداشت اور آبیاری میں غفلت نہ کریں۔ اور اپنی ساری توجہ کوشش اور احساسات اس طرف لگا دیں تاکہ ہم اس کے پھلوں کے لئے موقع پائیں۔ ورنہ اس کونپل کی نگہداشت ہوگی۔ اور اس کے پھل شیریں ہونگے۔ یہ درخت بڑھے گا۔ کیونکہ خدا کا یہی منشا ہے۔ لیکن افسوس ہوگا۔ کہ اس کا ذریعہ اگر ہم نہ ہوں۔ پس میں پھر تاکید کرتا ہوں۔ کہ اپنی ساری توجہ اس طرف لگا دو۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے۔

واٹرلو سٹیشن پر روانگی کا منظر

گاڑی سے روانہ ہونے سے بہت تھوڑی دیر پہلے ہم واٹرلو ریلوے سٹیشن پر پہنچے۔ جہاں بہت سے یورپین مردوں اور عورتوں کا مجمع خدا حافظ کہنے کے لئے پہلے سے موجود تھا۔ ان احباب میں انگریزوں کے علاوہ ہندوستانی اور افریقن بھی موجود تھے۔ اخبارات کے نمائندے اور فوٹو گرافر بھی تھے۔ یہ احباب جو قریباً ۹ ہفتہ سے ملاقات کرتے تھے۔ حضرت کی روانگی سے قدرتی طور پر متاثر تھے۔ نہایت محبت آمیز مصافحوں کے بعد ہر ایک نے خدا حافظ کہا۔ اور فوٹو گرافروں نے اس کا فوٹو لیا۔

چونکہ ہم پہلے ہی تنگ وقت سے آئے تھے۔ گاڑی کے وسل دیدینے کے بعد تک حضرت مصافحہ کرتے رہے۔ اور غیر معمولی طور پر کے اژدہام کی وجہ سے دو تین منٹ کی دیر روانگی میں ہوئی۔ آخر عرض کیا گیا۔ کہ وسل ہو چکا ہے۔ حضرت کے سوار ہو جانے کے بعد گاڑی میں حرکت شروع ہوئی اور گوڈبائی کی آوازوں سے سٹیشن گونج اُٹھا۔ اور جب تک ہماری نظر اُن دوستوں پر پڑتی رہی۔ ہم ان کے ہاتھ اور رومال ہلتے ہوئے دیکھتے رہے۔ آخر گاڑی کی سریع رفتاری نے ہم کو لنڈن سے دُور کرنا شروع کر دیا۔ اور ہم سوتھمپٹن کو روانہ ہوئے۔ جہاں سے ہم کو جہاز کے ذریعے سمندر کو ساحل فرانس پر اترنا تھا۔

ساؤتھ امپٹن

بعد مغرب ہم ساؤتھ امپٹن پہنچے۔ یہ راستہ اگرچہ فرانس پہنچنے کے لئے ڈوور کی نسبت لمبا ہے مگر سمندری سفر آرام دہ ہے۔ ڈوور کے پاس رودبار کا پاٹ زیادہ نہیں۔ اور چھوٹی کشتی میں عبور کرنا ہوتا ہے۔ اس وجہ سے حرکت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے اس راستہ کو پسند کیا گیا تھا۔

سٹیشن سے اتر کر ہم بندرگاہ کے مسافرخانہ میں پہنچے۔ مسافرخانہ بہت کھلا اور وسیع تھا۔ وہاں ہی مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی اور کھانا کھایا۔ حضرت تو علی العموم چہل قدمی ہی کرتے رہے۔ پاسپورٹ آفیسر ایک ریٹائرڈ جج تھا۔ مگر بہت خوش اخلاق اور ممنون کن۔ جو آرام وہ ممکن طور پر ہم کو دے سکتا تھا۔ اس نے دیا۔ ۸ بجے ہم جہاز پر چلے گئے۔ جس کو رات کے بارہ بجے وہاں سے روانہ ہونا تھا۔ جہاز کا نام S. S. St. Brieuc تھا۔ یہ جہاز اسی سال ۱۹۲۴ء میں طیار ہوا ہے۔ اس کے افسر اور کارکن شریفانہ مزاج رکھتے تھے۔ انسانی ضروریات کا پورا لحاظ اس میں رکھا گیا ہے۔ سونے کے لئے بستر اور کمبل کافی تھے بیت الخلاء کا انتظام نہایت صفائی سے رکھا گیا تھا۔ غرض رات کو سوتے ہوئے ہم نے سمندر کے اس حصہ کو طے کیا۔ تھوڑی دیر کے لئے اس جہاز میں بھی ایک قسم کا طوفانی منظر پیش آیا۔ مگر خدا کے فضل سے آرام ہی سے گذر گئے۔ اور صبح کو ۸ بجے ہاور نامی فرانسیسی ساحل پر ہم اترے۔ کسٹم ہوس میں پہنچے۔ جہاں سے ساحل پر اُترنے کا ٹکٹ بھی ملا۔ ہمارے سامان کو کسی قدر دیکھ بھال کے بعد پاس کر دیا گیا۔

ایک عجیب تماشا

شیخ مصری صاحب کے پاس حضرت صاحب کی ایک ہوائی بندوق تھی۔ جو رائفل نما ہے۔ اس کو دیکھکر افسر کسٹم ڈیوٹی کو خاص فکر پیدا ہوا۔ اور اس کے کئی کارکن جمع ہو گئے۔ پوچھنے لگے۔ کہ کہاں جانا ہے۔ کیا پاسپورٹ ہے۔ اس قسم کے سوالات وہ نہایت متفکرانہ صورت میں کر رہے تھے۔ اور ہم کو تعجب ہوتا تھا۔ ان کے اس بڑھتے ہوئے تعجب کو دیکھ کر آخر صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب نے ہوائی بندوق کو لے کر کھولکر دکھایا۔ اور ان کو سمجھایا۔ کہ یہ تو ہوائی بندوق ہے۔ اس پر افسر کچھ کھسیانا سا ہو کر بولا۔

! Oh ! it is a toy.

اوہو! یہ تو کھلونا ہے۔ ان کی یہ حالت ظاہر ہے۔ کہ کس قدر ہنسی کا موجب ہوئی ہوگی۔ بہرحال وہاں سے ہم ٹراموے میں سوار ہو کر سٹیشن پر پہنچے۔ اور اس فرانسیسی سمندر اور سٹیشن کے متعلق ہم کو صفائی اور دوسرے امور کے متعلق کچھ رائے قائم نہ کرنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے۔ سڑکیں ٹوٹی ہوئی اور خراب تھیں۔ راستہ کا انتظام بھی ویسا نہیں جو لنڈن میں ہے۔

پولیس کے آدمی پستہ قد اور بے رعب سے تھے۔

ساڑھے آٹھ بجے ہم گاڑی پر سوار ہو کر پیرس کو روانہ ہوئے۔ اور اب ہماری حالت منہ میں زبان رکھتے ہوئے بے زبانوں کی سی تھی۔ نہ وہ انگریزی سمجھیں۔ اور نہ ہم فرنچ۔ فرانسیسی انگریزی سیکھنے کی بہت کم کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے کہ فرنچ تمام یورپ میں سمجھی جاتی ہے۔ بہرحال رفقاءِ سفر سے اشاروں کنایوں میں باتیں کرتے ہوئے ۱۲ بجے پیرس پہنچے۔

پیرس ریلوے سٹیشن

پیرس کے ریلوے سٹیشن پر مسٹر خالد شیلڈرک جو پہلے سے اس غرض کیلئے بھیجے گئے تھے۔ کہ وہ ہوٹل وغیرہ کا انتظام کریں معہ امام مسجد پیرس اور مسٹر گوسٹن ڈیو اینڈ ہیورس ( ) ایجنسی کے قائمقام موجود تھے۔ ہیورس ایجنسی راؤٹر کی طرح دنیا میں خبریں پہنچانے والی ایک ایجنسی ہے۔ پیرس میں اگرچہ ہوٹل کثرت سے ہیں۔ مگر جگہ ملنی بہت مشکل ہے۔ باوجودیکہ ہم نے کئی روز پیشتر سے ایک شخص کو پیرس بھیجا تھا۔ جو پیرس کے حالات سے بخوبی واقف تھا۔ مگر اس کو ایک ہوٹل میں سب کے لئے جگہ حاصل کرنا دشوار تھا۔ چنانچہ چار مختلف ہوٹلوں میں قیام کا انتظام کرنا پڑا۔

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح۔ مولانا درد۔ چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب۔ اور ناٹیسٹ گرانڈ ہوٹل ڈی لوراین اترے۔ یہاں صرف رہنے کا کرایہ ایک پونڈ روزانہ ہے۔ ہوٹل کیا اچھا خاصہ شہر ہے۔ جس میں پانچسو مسافر ایک وقت میں اتر سکتے ہیں۔ حضرت کے کمرے کا نمبر ۹۴ ہے۔ پانچسو مسافروں کے انتظام کے لئے قریب اسی قدر ملازم ہیں۔ اور لفٹ کے ذریعہ اوپر آتے جاتے ہیں۔

(۲) باقی قافلہ یان ایک روسیلو نامی گلی کے ہوٹلوں میں فروکش ہے۔ یہ روسیلو انقلاب فرانس سے بہت بڑا مشہور آدمی گذرا ہے۔ گلی بہت چھوٹی ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ الحکم سٹریٹ اس سے زیادہ چوڑی ہوگی۔ حافظ صاحب۔ مصری صاحب۔ خانصاحب۔ چوہدری علی محمد صاحب ایک میں۔ ڈاکٹر صاحب اور خاکسار دوسرے میں۔ بھائی جی اور رحم دین تیسرے میں۔ میاں شریف احمد صاحب اور چوہدری محمد شریف صاحب چوتھے میں۔ ان ہوٹلوں میں صرف سونے کا انتظام ہے۔ کھانے کا نہیں۔

بھائی جی اور رحم دین کے ہوٹل میں کھانا پکانے کا انتظام ہم نے اپنا کیا تھا۔ مگر آج ہوٹل والے کی بی بی نے نازک مزاجی یا تنگ مزاجی سے کھانا نہ پکانے کا حکم دیدیا ہے۔ (۲۷ ۔ اکتوبر ۱۹۲۴ء)

قریباً تین بجے تک ہم اسی دوڑ دھوپ میں مصروف رہے کہ ٹھکانا ہو جائے۔ پریس رپورٹر جو سٹیشن پر موجود تھا۔ حضرت نے اس کو ملاقات کے لئے ساڑھے تین بجے کا وقت دیا تھا۔ چنانچہ وہ وقت مقررہ پر وہاں پہنچا۔ اور مندرجہ گفتگو حضرت اقدس سے بواسطہ ترجمان ہوئی۔ حضرت انگریزی میں جواب دیتے تھے۔ اور ترجمان بذریعہ فرنچ اسے بتاتا تھا۔

قائمقام نے ظاہر کیا۔ کہ اس کے پاس رپوٹر ایجنسی کا تار آیا ہے۔ کہ خلیفۃ المسیح پیرس آتے ہیں۔ ان کے متعلق خبروں کے بھیجنے کا انتظام کرو۔

قائمقام۔ آپ کب تک ٹھیریں گے۔

حضرت۔ دو دن تک۔

قائمقام۔ آپ کے اس سفر کا کیا مقصد ہے۔

حضرت۔ میں اس غرض سے یورپ میں سفر کر رہا ہوں۔ کہ یورپ کی مذہبی حالت کو اپنی آنکھ سے دیکھکر صحیح اندازہ کر دوں جس سے مجھ کو ان ممالک میں اشاعت اسلام کے لئے ایک مستقل سکیم تیار کرنے میں مدد ملے۔ اور میرا یہ مقصد ہے۔ کہ چونکہ میں دنیا میں صلح کا جھنڈا بلند کرنا چاہتا ہوں۔ کہ مشرق اور مغرب کو کون سے امور مدد دے سکتے ہیں۔

قائمقام۔ کیا آپ یہاں کی مسجد کے دیکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اور کیا آپ دوسرے لوگوں کو ملاقات کا موقع اور تبادلہ خیالات کی اجازت دیں گے۔

حضرت۔ ہاں میں ارادہ کرتا ہوں۔ اگر یہاں کے لوگ مجھے مذہبی یا پولیٹیکل امور پر تبادلہ خیالات کریں گے تو مناسب ہوگا اور میں خوش ہوں گا۔ مگر میری تمامتر خوشی اسی میں ہے۔ کہ لوگ مذہبی امور پر مجھ سے تبادلہ خیالات کریں۔ اگرچہ پولیٹیکل امور پر بھی اپنا نقطہ خیال بیان کرنے کو تیار ہوں۔

قائمقام۔ آپ نے کسی سے ملنے کا ارادہ کیا ہے۔

حضرت۔ ابھی کوئی فیصلہ نہیں کیا۔

استفسار اور ان کے جوابات

حکیم محمد صدیق صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ شاہدرہ لاہور نے زبانی اور تحریری طور پر۔ مجھ سے چاہا تھا۔ کہ میں ان سوالات اور جوابات کو الحکم میں از سر نو پھر شائع کردوں۔ جو ایک دفعہ ۱۷۔ اپریل ۱۹۰۷ء کے پرچے میں شائع ہو چکے ہیں۔ حکیم صاحب لکھتے ہیں۔ کہ یہ سوالات غیر احمدی بکثرت پیش کرتے ہیں۔ اور چونکہ ہمارے پاس الحکم کا اصل پرچہ نہیں ہے۔ اس لئے جواب میں دقت ہوتی ہے۔ لہذا مہربانی کرکے ان جوابات کو پھر سے شائع فرما کر ممنون فرمادیں۔

حکیم صاحب کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے الحکم ۲۷ ۔ اپریل ۱۹۰۷ء کا یہ مضمون بجنسہٖ الحکم میں شائع کرتا ہوں۔ ایڈیٹرا

نحمدہٗ و نصلی۔ مکرم بندہ جناب حکیم صاحب دام عنایتکم۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

براہ عنایت ذیل کے سوال کا جواب بذریعہ الحکم عنایت فرمادیں۔

خاکسار محمد حسین احمدی

دوسرا خط

مکرمی مخدومی جناب حکیم صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میں نے جو جواب آپ نے قرآن کریم کے حوالہ سے دیا ہے۔ لکھکر ارسال کر دیا تھا۔ ان کو اس پر یہ اعتراض ہے۔ (خاکسار برکت علی خاں محرر الحکم قادیان)

الجواب:- وباللہ التوفیق ولاحول ولا قوۃ الا باللہ وھو حسبی ونعم الرفیق ۞

سوال اوّل خط نمبر ۱:- جناب نے الحکم نمبر ا جلد ۱۱ ۔ ۱۰ ۔ جنوری ۱۹۰۷ء میں سوال نمبر ۱۳ اسماع موتیٰ کے جواب میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ ابتدا میں سنتے ہیں۔ اور اس پر دلیل "فھل وجدتم ما وعد ربکم حقاً" دی ہے۔ مگر اسی واقعہ کے متعلق تاریخ کبیر علامہ محمد ابو طبری ع ۱۳۳۲ میں حضرت عائشہ صدیقہ کی زبانی یہ قول تحریر کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لقد علموا ان ما دعوتھم الیہ حق یعنی ان کو معلوم ہو گیا کہ جسکی میں نے دعوت کی تھی۔ وہ حق ہے۔ اب التماس ہے۔ کہ ان دونوں باتوں میں سے کونسی حق بجانب ہے۔ اگر اوّل درست ہے تو کیا حضرت عائشہ صدیقہ رضٰ سماع موتیٰ کے قائل نہیں تھیں۔ (ابتدا میں) اور جب وہ قائل نہیں تو ممکن ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس بات کے قائل نہ ہوں۔ اور اگر دوم۔ تو پہلی حدیث جو جناب نے تحریر کی ہے کیسے تسلیم کی جاوے۔ مفصل کیفیت یعنی جواب باصواب سے مشکور فرمادیں۔ اور بہتر ہوگا۔ کہ ان دونوں امور پر اچھی طرح بحث کریں۔

جواب۔ (۱) اوّل تو معلوم نہیں کہ طبری کی یہ حدیث صحیح ہے یا کیسے۔

(۲) اگر صحیح مانی جاوے۔ تو ان دونوں حدیثوں میں تعارض کوئی نہیں۔ ایک میں ہے۔ کہ ان کو میری سچائی کا یقین ہو گیا۔ دوسری میں ہے۔ کہ جو ملامت میں ان کو کر رہا ہوں۔ تمہاری طرح سنتے ہیں۔ بلکہ آپ کی محولہ حدیث میری محولہ حدیث کی مؤید ہے۔ کیونکہ پوری توبیخ تو اسی وقت ہوتی ہے۔ جب انسان کو اپنی غلطی اور اپنے ناصح کی سچائی کا یقین ہو جائے۔

(۳) یا قوم لقد ابلغتکم رسالۃ ربی و نصحت لکم ولکن لا تحبون الناصحین ۰

اے قوم میری البتہ تحقیق پہنچا دیا تھا میں نے تم کو پیغام پروردگار اپنے کا اور خیر خواہی کی واسطے تمہارے ولیکن تم نہیں دوست رکھتے خیر خواہی کرنے والوں کو۔

(۴) یا قوم لقد ابلغتکم رسالات ربی و نصحت لکم فکیف اٰسیٰ علےٰ قوم کافرین ۞ ۔ اے قوم میری تحقیق پہنچائے میں نے تم کو پیغام رب اپنے کے اور خیر خواہی کی واسطے تمہارے۔ پس کیونکر غم کھاؤں میں اوپر قوم کافروں کے۔

غرض اصل مسئلہ قرآن مجید سے ثابت ہے۔ اور احادیث اس کی تفاسیر ہیں۔ فمن اصدق من اللہ حدیثا۔

(۵) یہ کوئی ضرور نہیں۔ کہ جس مسئلہ کے حضرت عائشہ صدیقہ رضٰ یا کوئی اور صحابہ کبار سے قائل ہوں۔ اس کے ضرور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی قائل ہی ہوں۔ ہاں یہ ضروری ہے۔ کہ جس مسئلہ کے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم قائل ہوں اس کے صحابہ بلکہ کل مومن قائل ہوں۔ اور ضرور ہوں۔

(۶) اگر آپ اس جواب کو مفصل نہ سمجھیں گے۔ تو پھر آپ کو دوسری احادیث و تفاسیر متعلقہ کا حوالہ لکھا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ اس وقت فقیر کبیرہ میں ہے۔ اور یہاں میرا کتب خانہ موجود نہیں۔

سوال دوم خط نمبر ۲۔ ما مست ید رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ید امرءۃ کا کیا جواب ہے۔

جواب۔ پوری حدیث آپ نے نہیں لکھی یا آپ کو نہیں ملی اصل عبارت حدیث متعلقہ اس مسئلہ کے یہ ہے کلا واللہ ما مست یدہ ید امرءۃ قط فی المبایعۃ یعنے بیعت کرتے وقت کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا۔ سو یہ خالص حالت بیعت کا ذکر ہے۔ عام نہیں اور اگر عام ہو تو پھر حضرت نبی کریم صلعم کی اولاد کیسے ہو گئی۔ ید امرءۃ قط عام ہے۔ اور میں نے آپ کو پہلے بھی لکھدیا۔ کہ حضرت امام ہمام خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی صرف زبان مبارک سے ہی عورتوں کی بیعت لیا کرتے ہیں۔

(۲) اس حدیث سے یہ کب ثابت ہوتا ہے۔ کہ سوائے اس حالت کے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی عورت کو مس نہیں کیا تھا۔

(۳) اور اس حدیث سے یہ کب ثابت ہوتا ہے۔ کہ کسی عورت نے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم (مجمع خیر و برکت) کو کبھی نہیں چھوا تھا۔ حالانکہ اس کے خلاف احادیث موجود ہیں۔ جن کا ذکر عنقریب آتا ہے۔

(۴) یہ چھونا عورتوں کا یہ فعل رسول نہیں۔ بلکہ تقریر ہے۔ یعنے عورتوں کے چھونے سے انکار نہیں کیا جائز سمجھکر جائز رکھا۔

سوال سیوم۔ کیا جوئیں دیکھنے والی زینب رسول اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہیں۔ یا کوئی اور ہیں۔

جواب۔ یہ جوئیں دیکھنے والی زینب اور ہیں۔

(۲) اگر ان کو بیٹی بھی مان لیا جاوے۔ تو دوسری حدیث میں اور اور عورتوں کا بھی ذکر موجود ہے۔

الف۔ عن ابن عباسؓ ..... وانت النبی صلے اللہ علیہ وسلم فوجدت عندہ ماشطۃ تمشط راسہ۔ درمنثور جلد ۶ صفحہ ۱۸۰۔

یعنے تب (خولہ) آئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو اس نے دیکھا کہ ایک نائن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کو کنگھی کر رہی ہے۔

ب۔ عن عکرمہؓ ... جاءت الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وامرءۃ تفلی راس رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم او حلہ علنہ ص۱۸۱

یعنی آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جوئیں دیکھ رہی تھی۔ یا روغن سر مبارک پر مل رہی تھی۔ یہ احادیث اس بات کی بھی موید ہیں۔ کہ وہ زینب بھی کوئی اور زینب تھی۔ بیٹی نہ تھی۔

سوال چہارم۔ قرآن مجید میں کہاں ہے۔ کہ عورتیں امام یا رسول سے پردہ نہ کریں۔ غیر اولی الاربۃ سے مراد کمزور اور ضعیف العمر مراد ہو سکتے ہیں۔ انبیاء اس میں داخل نہیں۔

جواب۔ آپ نے اپنے سوالات کے جوابات کو شاید غور سے نہیں پڑھا۔ جو الحکم ص۱۲ نمبر ۱ جلد ۱۱ ہم ۲ مارچ ۱۹۰۷ء میں میں نے لکھے تھے۔ لہذا دوبارہ ان کی زیادہ تشریح کی جاتی ہے مگر آپ دوبارہ اس جواب کو پہلے جوابوں کے ساتھ ملا کر پڑھیں۔

اللہ تعالیٰ نے سورہ نور میں احکام حجاب بیان فرماتے ہوئے پردہ کی دو ضرورتوں کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔ اوّل زنا دوم تہمت زنا۔ ان دونو بدیوں کے دور کرنے کے لئے اوّل بلا اجازت کسی کے گھر جانے سے روکا۔ دیکھو شروع رکوع ۴۔ دوسرا مردوں کو حکم فرمایا کہ اپنی نگاہیں نیچے رکھیں۔ تاکہ اچانک بلا ارادہ بھی کسی نامحرم پر نگاہ نہ پڑے۔ تیسرا عورتوں کو بھی حکم فرمایا۔ کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچے رکھیں تاکہ اُن کی نگاہ بھی کسی نامحرم پر نہ پڑے۔ چوتھا باوجود ان تاکیدی احکام کے عورات کو اظہار زینت سے خصوصاً منع فرمایا۔ یہاں تک کہ چچا اور ماموں سے بھی اظہار زینت سے منع فرمایا۔ حالانکہ بھتیجی اور بھانجی محرمات ابدی میں سے ہیں۔ صرف اس لئے کہ ان دونو کی اولاد نامحرم ہے۔ وہ ان کے پاس کہیں تعریف نہ کر دیں۔ جس سے احتمال فتنہ ہے۔ بلکہ بیگانہ عورت کے آنے سے بھی روک دیا۔ جس سے احتمال ہے۔ کہ کہیں اور جگہ تعریف حسن و جمال نہ کرے۔ پانچویں عورتوں کو حکم فرمایا۔ کہ اپنی اوڑھنی اپنی جیبنوں پر اوڑھی رہیں۔ اب اس قانون سے بعض لوگوں کو مستثنےٰ فرمایا۔ جن سے احتمال زنا یا تہمت زنا عموماً مہذب اقوام میں کم ہے۔ جیسے خاوند۔ باپ۔ بیٹا۔ بھائی وغیرہ۔

میں نے کم کا لفظ اس لئے لکھا ہے۔ کہ بعض قومیں ایسی بھی ہیں۔ جن کے خاوند اپنی بیاہتی بی بی کو خود برہمن دانا کے حوالے کرتے ہیں نسل لینے کے لئے۔ بلکہ برہمن دانا کی خدمت بھی کرتے ہیں۔ بعض قومیں ایسی بھی ہیں کہ ان کا جماع اگر اپنی ماں بہن سے واقع ہو جائے۔ تو وہ اس کو مذہبی طور پر ثواب سمجھتے ہیں۔ بعض قومیں اپنی بہنوں لڑکیوں سے زنا کروا کر اپنی معاش کا ذریعہ بناتے ہیں۔ اس لئے ان مستثنیات میں احتمال زنا و تہمت زنا کم ہے۔ قطعاً بے خوفی نہیں۔

قرآن کریم کا قاعدہ ہے۔ کہ استدلال بالاولیٰ کرتا ہے۔ جیسے فرمایا والذین ھم عن اللغو معرضون ۱۸۔ یعنے مومن ایسے کام سے جس میں کوئی فائدہ نہ ہو پرہیز کرتے ہیں۔ اور جس کام میں نقصان ہو۔ اس سے بطریق اولیٰ پرہیز کریں گے۔ اور جیسے فرمایا۔ ولا تقل لھما اُف ۱۵۔ یعنے اپنے ماں باپ کو اُف بھی نہ کہو۔ تو اس سے معلوم ہوا۔ والدین کو جھڑکنا گالی دینا بطریق اولیٰ منع ہے۔ جب کہ غیر معصوم کو جن سے گاہ گاہ احتمال نقصان بھی ہے۔ مگر بلحاظ عموم بچاؤ کے ان کو اس قانون سے مستثنیٰ کر دیا۔ تو نبی جو معصوم ہے اور متقی جو ادنیٰ گناہ سے بھی ڈرتا ہے۔ اور جس سے قطعاً زنا اور تہمت زنا کا احتمال نہیں بطریق اولیٰ مستثنےٰ ہیں۔

(۳) غیر اولی الاربۃ میں انبیاء اتقیاء داخل بھی ہیں۔ کیونکہ اولی الاربۃ کے معنی ہیں شہوانی آدمی اور غیر اولی الاربۃ غیر شہوانی۔ اور یہ مسلم بات ہے۔ کہ انبیاء اتقیاء شہوانی یعنے شہوت پرست نہیں ہوتے۔

(۳) غیر اولی الاربۃ کے معنے ہیں بقول ابن عباس رضی عفیفہ عورتیں شرم نہ کریں۔ در منثور جلد ۵ ص۴۳

انبیاء اتقیاء کی عصمت پر چونکہ عورتوں کو کامل یقین ہوتا ہے۔ بہت سے ان سے حجاب اور حیا نہیں کرتیں۔ اسی واسطے بطور تبرک یا خدمت وہ مس بھی کرتی ہیں۔

(۴) خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا قول اور فعل گواہ ہیں۔

دیکھو حدیث غزوہ خیبر (جس میں عورتیں مجروحین کی مرہم پٹی کے لئے گئی تھیں۔ جو سوائے مس کے نہیں ہو سکتی۔ بلکہ بعض زخموں کی پٹی باندھنے کے لئے مجروح کے بار بار کروٹ بدلنے پڑتے ہیں۔ یا ان کو پکڑ کر اٹھانا پڑتا ہے۔) جس میں بعد فتح مردوں کی طرح عورتوں کو بھی حصہ دیا گیا دیکھو الحکم ۲۸ مارچ ۱۹۰۷ء ص۱۴ کالم ۳ و دیگر احادیث ص۱۴ کالم اوّل و دوم و احادیث بحوالہ جواب سوال دوم ضمن الف و ب خط ہذا جن میں جوئیں دیکھنا۔ سر پر روغن ملنا کنگھی کرنا لکھا ہے۔ اور تعامل صحابہ کے لئے دیکھو۔ سوال ہفتم کا جواب نمبر ۵ و ۶۔

(۵) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی ۲۷۔ ما اٰتاکم الرسول فخذوہ ما نھٰکم عنہ فانتھوا ۲۸۔ یعنی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جو احکام شرعیت بیان فرماتے ہیں۔ ان میں کوئی بات بھی اپنی طرف سے نہیں فرماتے۔ بلکہ جو کچھ فرماتے ہیں۔ وحی ہی سے فرماتے ہیں۔ لہذا جو کچھ تم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دیدیں لے لو۔ اور جس سے روکیں باز آؤ۔ اس لئے احادیث کے حوالجات (جو اوپر لکھے گئے) حکم قرآن مجید ہی سمجھنا چاہیئے۔

(۶) عورتوں کا پاؤں دبانا۔ روغن لگانا۔ کنگھی کرنا یہ فعل رسول نہیں۔ بلکہ یہ فعل تو عورات کا ہے۔ جو اپنی ضرورت یعنی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت کو اجر عظیم سمجھ کر۔ اور بدن مبارک کے مس کو موجب برکات سمجھکر یہ شرف حاصل کرتی تھیں۔ ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو رحمۃ للعالمین اور بالمومنین رؤف رحیم تھے۔ ان کو محروم نہ رکھتے تھے یعنے منع نہ کرتے۔

سوال پنجم۔ غیر محرم کو اگر رسول سے پردہ کرنا درست نہیں تو حضرت عائیشہ رضہ باوجود ماں ہونے کے کیوں پردہ کرتی تھیں۔

جواب۔ یہ عجیب سوال ہے۔ گفتگو تو تھی مامور مرسل امام نبی کے متعلق۔ تو حضرت عائیشہ رضہ کے پردہ کی نسبت کہاں سے سوال پیدا ہو گیا۔ جو نہ مامور ہیں۔ نہ مرسل۔ نہ امام۔ نہ نبی۔

(۲) دوسری عورتوں کو تو ضرورت تھی برکت حاصل کرنے اور خدمت سے اجر عظیم پانے کی۔ حضرت عائیشہ صدیقہ رضہ کو کس صحابہ سے یہ چیزیں حاصل کرنے کی ضرورت تھی۔ وہ شرف تو آپ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے گھر میں ہر وقت حاصل تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

(۳) فاسئلوھن من وراء حجاب ۲۲ بھی حضرات امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ [illegible] کو خصوصاً مانع تھا

سوال ششم۔ حضرت اقدس غیر عورتوں سے ہاتھ پاؤں کیوں دبواتے ہیں۔

جواب۔ وہ نبی معصوم ہیں۔ ان سے مس کرنا اور اختلاط منع نہیں۔ بلکہ موجب رحمت و برکات ہے۔ اور یہ لوگ احکام حجاب سے مستثنےٰ ہیں۔ دیکھو سوالات دوم تا پنجم کے جوابات۔

(۲) اُمت اپنے نبی کی اولاد روحانی ہوتی ہے۔ اس لئے وہاں زنا اور تہمت زنا کا احتمال نہیں۔ جیسے لوط علیہ السلام نے فرمایا تھا ھٰؤلاءِ بناتی ۱۲۔ یہ تمہاری بیبیاں میری بیٹیاں ہیں۔ دوسرا وازواجہ امھاتھم ۲۱ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں ان (مومنوں) کی مائیں ہیں۔ باپ کی بیبیاں مائیں ہوتی ہیں۔

سوال ہفتم۔ حضرت کے صاحبزادے غیر عورتوں میں بلا تکلف اندر کیوں جاتے ہیں۔ کیا اُن سے پردہ درست نہیں۔

جواب۔ آپ نے اس سوال کے متعلق جلدی سے کام لیا۔ اور غور نہیں کیا۔ کہ پردہ کرنے کی پابند عورت ہیں یا عورتوں کے پردہ کرانے کے بھی پابند مرد ہی ہیں۔ غرض مردوں کو حکم ہے۔ یغضوا من ابصارھم ۱۸۔ یعنی مرد اپنی آنکھیں نیچے رکھیں۔ اگر آپ یہ اعتراض کرتے کہ صاحبزادے غیر عورتوں کی طرف دیکھتے ہیں۔ اور غض بصر نہیں کرتے اور اس کا کوئی ثبوت بھی آپ پیش کرتے۔ تو اس کے جواب کی ضرورت بھی ہوتی۔ اب تو اس کے جواب کی ضرورت ہی معلوم نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لست علیھم بمصیطر یعنی تو ان پر کوئی داروغہ نہیں۔ کہ اُن سے زبردستی منوا دے۔ اور منوا دے جب مامور کسی کا داروغہ نہیں۔ تو کیا صاحبزادے عورتوں سے پردہ کرانے کے ذمہ دار ہیں۔

(۲) کتب احادیث و مغازی و سیر میں بکثرت لکھا ہے۔ کہ صحابہ کی عورتیں جنگلوں میں زخمیوں کے علاج کے لئے جاتی تھیں۔ چنانچہ چند مثالیں لکھی بھی گئی ہیں۔ کیا وہ علاج کے وقت پردہ کر سکتی تھیں۔ خصوصاً جب کروٹیں زخمیوں کی بدلنی پڑیں۔ یا منہ پر زخم ہوں۔ اور زخم بار بار دھونے بھی پڑتے ہیں۔

(۳) مستثنیات کے ذکر میں اور قانون کے وجوہ اور منشا بیان کرتے ہوئے میں نے لکھ دیا ہے۔ کہ ضرورت حجاب صرف احتمال زنا کے لئے ہے۔ جہاں ان کے وقوع کا احتمال کم ہو۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے مستثنےٰ کر دیا ہے۔ اسی واسطے انبیاء اتقیاء لوگ مستثنےٰ بلکہ بطریق اولیٰ مستثنےٰ ہیں۔ پس حضرت کے صاحبزادے اللہ تعالیٰ کے فضل سے متقی ہیں۔ ان سے اگر حجاب نہ کریں۔ تو اعتراض کی بات نہیں۔

(۴) گھر میں عورتیں مختلف قسم کی جاتی ہیں۔ کوئی پردہ دار اور کوئی بے پردہ۔ پھر کیا صاحبزادے جب گھر میں جاویں۔ پہلے یہ تحقیقات شروع کر دیں۔ کہ اُن میں کون کون پردہ دار ہے۔

(۵) عن ابن زید قال لقی عمر بن الخطاب امرأۃ یقال لھا خولۃ وھو یسیر مع الناس فاستوقفتہ فوقف لھا ودنا منھا واصغیٰ الیھا راسہ ووضع یدہ علےٰ منکبیھا حتی قضت حاجتھا وانصرفت۔ در منثور جلد ۶ ص۱۷۹ یعنی ابن زید سے روایت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک عورت خولہ نام ملی جبکہ آپ لوگوں کے ہمراہ جا رہے تھے۔ اس نے حضرت عمر رضہ کو ٹھہرا کر باتیں شروع کر دیں۔ حضرت عمر اس عورت کے کندھوں پر دونو ہاتھ رکھکر اور ان کی طرف آنکھیں جھکا کر باتیں سنتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ باتوں سے خود فارغ ہو کر چلی گئی۔

(۶) عن ام عطیۃ رضی اللہ عنھا قالت لما قدم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم المدینۃ جمع نساء الانصار فی بیت فارسل الیھن عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ فقام علی الباب فسلم فقال انا رسول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الیکن نبایعن علےٰ ان لا تشرکن باللہ شیئاً ولا تسرقن ولا تزنین الآیۃ قلنا نعم فمد یدہ من خارج البیت ومددنا ایدینا من داخل البیت۔ در منثور جلد ۶ ص۲۰۹۔ ام عطیہ سے روایت ہے۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے۔ تو ایک گھر میں عورات انصار کو جمع کرا کر ان کی طرف حضرت عمر رضہ کو بھیجا۔ حضرت عمر نے دروازہ پر کھڑا ہو کر سلام کے بعد فرمایا۔ میں ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رسول تمہاری طرف کیا تم بیعت کرتے ہو۔ کہ شرک چوری زنا وغیرہ نہ کرینگی ہم نے کہا ہاں۔ پھر حضرت عمر نے باہر سے ہاتھ بڑھایا اور ہم نے گھر کے اندر سے بڑھایا۔

یہ تعامل صحابہ خیر القرون کا ہے۔ پس جب صحابہ کو بسبب اتقا مس تک جائز تھا۔ تو صاحبزادگان کو جو اتقیٰ ہیں صرف اپنے گھر میں چلا جانا کس طرح جائے اعتراض ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اس سے پردہ کی پابند بخوبی اپنا پردہ کر سکتی ہیں۔

(۷) ولیضربن بخمرھن علےٰ جیوبھن سورہ نور رکوع ۴ میں حکم ہے۔ کہ عورتیں اپنی اوڑھنی اپنی جیبنوں تک اوڑھی رہیں۔ پس صاحبزادگان کے جانے سے اگر کسی نے اپنی اوڑھنی کو ٹھیک نہیں رکھا۔ تو اس کی ملزم تو خود وہ عورت ہے۔ نہ صاحبزادگان۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ وصل وسلم علےٰ سید الانبیاء والمرسلین و علی خاتم الخلفاء والامام الطیبین والطاہرین۔

(حکیم فضل الدین)

الحکم کا سیرت مسیح موعود نمبر

اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم پر یقین رکھتے ہوئے میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ ۲۰ مئی ۱۹۱۹ء کو حسب معمول الحکم کا سیرت مسیح موعود نمبر شایع کیا جائیگا۔ جو اپنے مضامین کے لحاظ سے ایک خاص تحفہ ہوگا۔

(محمود احمد عرفانی)

قوموں سے انصاف

سکھوں کیلئے ایک غور طلب امر

گورو گوبند سنگھ جی کے بچوں کو زندہ دیوار میں چنائے جانے کا واقعہ ایک ایسا واقعہ ہے۔ جس سے آج تک سکھوں کو مسلمانوں سے رنج ہے۔ اور سکھوں کے لیکچرار۔ مورخ مصنف اخبار نویس اس حادثہ کو نئے سے نئے رنگ میں پیش کر کے اس خلیج کو وسیع سے وسیع تر کرتے رہتے ہیں۔ جو سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان کھدی ہوئی ہے۔ اور نئی پیدا ہونے والی نسلوں کو ان واقعات کی یاد سے اس طرح مسموم کیا جاتا ہے۔ کہ وہ کسی صورت بھی مسلمانوں کے قریب نہیں ہو سکتے۔ ایک ملک میں بسنے والی دو قومیں اگر منافرت کے جذبات کو نسلاً بعد نسل بچوں تک لئے چلی جائیں۔ تو اس کا نتیجہ سوائے بدامنی اور خونریزی کے اور کچھ نہیں نکل سکتا۔ گورو جی کے بچوں کا زندہ دیوار میں چنوایا جانا ایک ایسا واقعہ ہے۔ کہ جس پر کوئی انصاف پسند انسان افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

مگر

اس واقعہ کے کئی پہلو ہیں۔ جن پر غور کرنا ہر سنجیدہ اور شریف سکھ کا فرض ہے۔ سب سے پہلی بات یہ ہے۔ کہ جب تاریخ اس امر کا ثبوت دیتی ہے۔ کہ یہ بچے گنگو برہمن کی ذاتی دشمنی کا شکار ہوئے تو پھر اس واقعہ کو مسلمان قوم اور مسلمان حکومت کی طرف منسوب کرتے چلے جانا انصاف سے بعید نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ ایک طرف تو ہم دیکھتے ہیں۔ کہ باوجود گنگو برہمن کی دشمنی کے ثابت ہونے کے سکھ صاحبان اسکی ذاتی دشمنی قرار دیتے ہیں۔ اور اسے ہندو قوم کا فعل قرار نہیں دیتے۔ مگر جب مسلمانوں کی باری آتی ہے۔ تو اس کا قصور ساری مسلمان قوم اور مسلمان سلطنت کے ذمہ لگا دیا جاتا ہے۔ اور ذرا غور نہیں کیا جاتا۔ کہ سب لوگوں کا اس میں کیا تعلق ہے۔ واقعہ ایک ہی ہے۔ مگر اس میں فیصلہ کے دو جداگانہ پہلو ہیں۔

اسی پر بس نہیں

اس واقعہ قتل کے بعد سکھوں نے جذبہ انتقام میں جو کیا۔ وہ کچھ کم نہ تھا چنانچہ اس کی جھلک کا ایک نظارہ میں یہاں پیش کرتا ہوں۔ اخبار شیر پنجاب اپنے ۲۳ فروری کے پرچے میں زیر عنوان سکھ مہاراجیاں لکھتا ہے:۔

"بندہ بیادر دکن سے بجلی کی طرح پنجاب میں آیا۔ اور آتے ہی اس نے خوفناک انتقام کا کام شروع کر دیا یہ داستان بہت طویل ہے۔ دنیا کی تاریخ میں کئی ایسے واقعات درج ہیں۔ جبکہ انتقام کے نام پر وہ کچھ ہوا کہ جن کا خیال کرتے ہی بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ . . . .

ایسے ہی انتقام کی آگ بندہ بہادر کی دل میں بھڑک رہی تھی۔ اور یہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس نے ان تمام لوگوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ کہ جن کا ذرا سا بھی تعلق سرہند گورو گوبند سنگھ جی کے بچوں کی شہادت سے تھا۔ اس بہادر جرنیل نے یہ انتقام کس طرح لیا۔ اس کے متعلق ایک پرانے مورخ انگریز مورخ ڈاکٹر ایم گریگر نے جو منسٹر پنجاب مہاراجہ رنجیت سنگھ کے بعد حکومت یعنی پنجاب میں موجود تھا۔ جو کچھ لکھا ہے۔ وہ ذیل میں نقل کئے دیتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔

"...... اس کے بعد بندہ بہادر سرہند کی طرف روانہ ہوا۔ جہاں گورو گوبند سنگھ جی کے دو بچے زندہ دیوار میں چنے گئے تھے۔ اس شہر کو بندہ بہادر بالکل تباہ کر دینا چاہتا تھا۔ اس جگہ پہنچ کر اس نے شہر کو آگ لگا دی۔ اور ان تمام لوگوں کو ہلاک کر دیا جو وہاں آباد تھے۔ جو بھاگ کر جان بچا سکے۔ صرف وہی زندہ بچے۔ بندہ بہادر نے اس موقعہ پر نہ عمر کا خیال کیا۔ نہ اس امر کا کہ مرنے والے مرد ہیں۔ یا عورتیں۔ ہر شخص تہ تیغ کر دیا گیا اس نے نہ صرف زندوں سے بدلا لیا۔ بلکہ جو لوگ مر چکے تھے۔ ان کی لاشیں بھی قبروں سے نکال کر باہر پھینک دیں۔ تاکہ ان کو چیل کوے کتے کھا جائیں۔ اس نے شہر کو بالکل تباہ کر ڈالا۔ دریائے ستلج اور بیاس کے علاقوں کو تباہ کرتا ہوا بندہ بہادر بٹالہ وغیرہ شہروں کو برباد کر کے لاہور پہنچا۔ اور اس شہر کا بھی اس نے وہی حشر کیا۔ جو سرہند کا کیا تھا۔ ہر شخص جو سامنے آیا وہ تلوار پر رکھ لیا گیا۔"

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بندہ بہادر نے ان بچوں کا انتقام پنجاب کی در و دیوار سے مردوں سے عورتوں سے بچوں سے زندوں سے مردوں سے لیا۔ اور پنجاب کی زمین کو خون کی ندیاں بہا کر سیراب کر دیا۔ بلکہ مُردوں کو قبروں میں آرام سے نہ رہنے دیا۔ اور ان کی بے حرمتی کی۔ اور ان کی لاشوں کو کوؤں۔ کتوں کو کھلا کر اپنے جذبہ انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کیا۔

سکھ صاحبان ذرا ٹھنڈے دل سے اپنے دل پر ہاتھ رکھیں اور سوچیں۔ کہ اس خونی ہولی کے بعد جو آج عرصہ دراز کے بعد بھی سننے اور پڑھنے والوں کے رونگٹے کھڑے کرتی ہے۔ اگر سکھ صاحبان مسلمانوں پر ظلم تھوپتے چلے جائیں۔ تو کیا یہ انصاف ہوگا ✣

حضرت سیٹھ عبداللہ بھائی الہ دین صاحب آف سکندرآباد کا وجود ہمارے سلسلہ عالیہ میں ایک نہایت گراں قدر وجود ہے آپ جب سے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ آپ نے لاکھوں روپیے کی مالی قربانی کے علاوہ اپنی تمام تر توجہ خدمتِ دین کی طرف مبذول کر رکھی ہے۔ آپ کا وجود جسے میں نے بارہا اور بغور دیکھا ہے۔

ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی
للہ رب العالمین

کی زندہ تصویر ہے۔

آپ علی الصبح سب سے پہلے اپنے دفتر میں آتے ہیں۔ اور شام کو سب سے پیچھے اُٹھتے ہیں۔ اس سارے لمبے وقت میں ان کا سارا کام اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کے سوا اور کوئی کام نہیں ہوتا۔

الہ دین بلڈنگ میں جس قدر کاروبار ہوتا ہے۔ اس سارے کام سے ان کو اب ایک ذرہ بھی لگاؤ نہیں۔ بلکہ اگر میں یہ کہوں۔ کہ اُن کو یہ بھی معلوم نہیں۔ کہ وہاں کیا ہوتا ہے۔ تو اس میں کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔

ایک دفعہ کی بات ہے۔ کہ ایک چیز کی ضرورت تھی۔ وہ چیز ان کی فرم میں بھی فروخت ہوتی تھی۔ حضرت عرفانی کبیر نے ان سے دریافت کیا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ مجھے تو معلوم نہیں۔ کہ یہ چیز ہمارے ہاں ملتی ہے یا نہیں۔ مگر جب فرم کے دوسرے ایک ممبر سے دریافت کیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ وہ چیز موجود ہے۔ حضرت سیٹھ صاحب نے کسی تصنع اور بناوٹ سے یہ بات نہ کہی تھی۔ بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ ان کا وجود تو تصنع اور بناوٹ کے کوچے سے ہی دُور ہے۔

دوسرے وقت جب ان سے ذکر کیا گیا۔ کہ فلاں چیز جس کی نسبت آپ سے دریافت کیا تھا۔ وہ تو آپ کی فرم میں موجود تھی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ

"مجھے تو ان چیزوں سے کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ میں جاننا ہی چاہتا ہوں۔ کہ یہاں کیا ہوتا ہے"۔

یہ کیوں؟ محض اس لئے کہ وہ ان سب کاموں سے بالا ہو کر خدمتِ سلسلہ میں ہی مصروف ہو چکے ہیں۔

فرم کے اندر جس کمرے میں وہ بیٹھتے ہیں۔ اس میں تین طرف دیواروں پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق تبلیغی قطعات آویزاں ہیں اور کچھ تصویریں لگی ہوئی ہیں۔

میز پر ہر جگہ سلسلہ کے اخبارات۔ رسائل۔ لٹریچر پڑا ہوا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی وجہ سے ان کو ملنے آجائے۔ اور وہ سامنے پڑی ہوئی کتابوں پر اپنا ہاتھ مارے۔ تو اسے سلسلہ کے لٹریچر کے سوا کوئی چیز نہیں مل سکتی۔

سیٹھ صاحب کے ساتھ بات کرو۔ تو وہ سلسلہ کے سوا کسی کسی بات میں الذت اور خوشی محسوس نہیں کرتے۔ ہر وہ بات جو حدیثِ دلبری کے باہر ہو۔ اسے وہ نہایت مختصر جواب کیساتھ ختم کر دیتے ہیں۔ اور جو اس مقصود بالذات امر کے متعلق گفتگو کرنا چاہے۔ وہ جتنی دیر چاہے لطف اندوز ہوئے۔

دفتر سے اُٹھ کر۔ سیٹھ صاحب کے سکونتی مکان کی طرف سب سے پہلے مسجد آتی ہے۔ جو گھر کا ہی ایک حصہ ہے۔ اسکی چاروں دیواروں پر تبلیغی قطعات آویزاں ہیں۔ اور جگہ جگہ سلسلہ کے لٹریچر کے انبار لگے ہوئے ہیں۔

کھانے کے کمرے میں:۔ یہاں سے ذرا آگے بڑھو۔ کھانے کی میز پر جا کر بیٹھو۔ ہر طرف آنکھ کے سامنے تبلیغی عبارتیں۔ اپنی خاموش زبان سے احمدیت کی طرف بلا رہی ہیں۔

الغرض

سیٹھ صاحب کی زندگی ہر ایک لمحہ سلسلہ کی خدمت میں مصروف ہے۔ اور وہ اشاعت سلسلہ کے لئے ہر وقت سوچتے رہتے ہیں۔ کہ کونسی صورت تجویز کی جائے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں انہوں نے ایک "تبلیغی قلم" ایجاد کیا۔ یہ ایک معمولی ہولڈر ہے۔ مگر شکل و صورت میں بہت لطیف اور دلپسند ہے۔ اس پر حسب ذیل عبارت لکھی ہوئی ہے

"اہلِ اسلام کس طرح ترقی کر سکتے ہیں۔ اس کے متعلق لٹریچر ایک کارڈ لکھنے سے مفت۔

انجمن ترقی اسلام سکندرآباد۔ دکن

یہی عبارت انگریزی میں بھی درج ہے۔ یہ لکھنے کا ہولڈر جو بذات خود اچھی اور عمدہ شکل میں بنا ہوا ہے۔ اور جسے پھینکنے کو دل نہیں چاہتا۔ بہت بڑی تبلیغ کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ بشرطیکہ جماعت مجموعی طور پر اس ہولڈر کی اشاعت میں حصہ لے۔ ہر ایک دوست اپنی ضرورت کے لئے صرف اس ہولڈر کو استعمال کرے۔ ہر احمدی مرد۔ عورت۔ نوجوان۔ بچہ۔ بوڑھا اس ہولڈر کو لازمی طور پر خود استعمال کرے۔ اور اسی پر اکتفا نہ کی جائے۔ بلکہ ہر شخص کم از کم اپنے دو تین دوستوں کو یہ ہولڈر بطور تحفہ کے پیش کرے۔ اور اس طرح اگر ہم ایک لاکھ ہولڈر بھی غیر احمدی دوستوں کی میز پر پہنچا دیں۔ تو کوئی بعید نہیں۔ کہ ان میں سے چند ہزار یا چند سو احمدیہ لٹریچر کی طرف متوجہ ہو سکیں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ اُن میں سے ایک جماعت ایسی پیدا کر دے۔ جن کے دل قبولِ حق کے لئے کھل جائیں۔

لیکن

یہ تب ہو سکتا ہے۔ جب کہ ہم ایسی قومی تحریکوں کو سنکر خاموشی سے اس پر سے گذر نہ جائیں۔ بلکہ پوری توجہ سے ان پر عمل بھی کریں۔

سیٹھ صاحب کو تو اللہ تعالیٰ اس محنت اور سعی کا اجر دے گا۔ مگر مبارک ہیں وہ جوان پاک مساعی میں حصہ دار ہو کر اجرِ عظیم کے وارث ہو جاتے ہیں۔

ہولڈر کی قیمت صرف ایک آنہ۔

پتہ

(سکرٹری صاحب انجمن ترقی اسلام سکندرآباد۔ دکن)

سالانہ رپورٹ صیغہ نشر و اشاعت بابت سنہ ۱۳۱۹ھش

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے صیغہ نشر و اشاعت نے سال زیر رپورٹ میں دو لاکھ پچاس ہزار ایک صد کتب و اشتہارات کی اشاعت کی۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

زبان	تعداد
اُردو لٹریچر	۲۲۱۱۰۰
ہندی "	۱۴۰۰۰
انگریزی "	۱۲۰۰۰
گورمکھی "	۳۷۰۰
پنجابی "	۱۰۰۰
میزان	۲۵۱۸۰۰

خدا تعالیٰ کے فضل سے اشاعت بہت لوگوں کے لئے ہدایت کا موجب بنی اور ہزاروں لوگوں کے دل میں سلسلہ حقہ احمدیہ سے دلچسپی پیدا کرنے کا ذریعہ ثابت ہوئی۔ جن کی طرف سے آئے دن مزید لٹریچر کے لئے خطوط آتے رہتے ہیں۔ درحقیقت اب دنیا میں امن و امان قائم کرنے کے لئے سوائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے جس کے ذریعہ آپ نے پھر اسلام کو اپنی اصلی شکل میں پیش کیا۔ اور کوئی چیز نہیں۔ اس لئے آپ کی تعلیم کی جتنی بھی اشاعت کی جائے کم ہے۔ چنانچہ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور عامہ کو جماعتوں کا دورہ کرتے ہوئے ایک ایسے صاحب ملے۔ جو پہلے احراری اور احمدیت کے مخالف تھے۔ مگر وہ ٹریکٹس وغیرہ کے مطالعہ کی وجہ سے بیعت کے لئے تیار ہو چکے تھے۔ جن کا ذکر کرتے ہوئے جناب ناظر صاحب امور عامہ نے تحریر فرمایا۔ کہ یہ اب بیعت کرنے کے لئے آئے ہیں۔ آپ کے ٹریکٹوں کا بفضلہ تعالیٰ بہت نیک اثر ہے۔ انہیں آپ جتنی بھی وسعت دیں گے اتنا کم ہوگا"۔

آج کل دنیا جن خطرناک اور نازک حالات میں سے گذر رہی ہے۔ اس کا تقاضا ہے۔ کہ بنی نوع انسان کی ہمدردی اور فریضہ تبلیغ و اشاعت کو مدنظر رکھتے ہوئے اسی خزانہ کو جو مہدی علیہ السلام ہمارے سپرد کر گئے ہیں۔ روحانی پیاس اور بھوک سے تڑپنے والے بھائیوں تک کوشش سے پہنچایا جائے۔ مگر جیسا کہ مندرجہ بالا اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہ اشاعت کیا بلحاظ ضرورت زمانہ اور کیا بلحاظ سلسلہ کی روایات کے بہت کم ہے۔ جس کی وجہ صرف احباب جماعت اور عہدہ داران کی چندہ نشر و اشاعت کی طرف کم توجہی ہے۔ لیکن اب وقت آگیا ہے کہ اس صیغہ کو بھی زیادہ سے زیادہ مضبوط بنایا جائے۔ اب مالی سال کا آخر ہے۔ اس لئے احباب اور جماعتیں کوشش سے اپنے بقائے صاف کریں۔ اور آئندہ اس مد میں باقاعدہ کچھ نہ کچھ ضرور دیتے رہیں۔ بالآخر اُن جماعتوں اور اصحاب کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ جن کی طرف سے چندہ نشر و اشاعت آتا رہا۔

خاکسار:۔ خلیفہ صلاح الدین احمد مہتمم نشر و اشاعت
دعوۃ و تبلیغ قادیان

فحش اشتہارات کے خلاف جدوجہد

قادیان سے معزز معاصر الفضل نے اور لاہور سے ہمعصر "پارس" نے فحش اشتہارات کے خلاف جہاد شروع کر رکھا ہے۔ یہ ایسا عظیم الشان کام ہے۔ کہ ضرورت ہے کہ ملک کے ہر طبقہ سے اس کام کی تائید میں آواز اُٹھائی جائے۔

یہ امر واقعہ ہے۔ کہ وہ اخبارات جن میں اس قسم کے گندے اور فحش اشتہارات شائع ہوتے ہیں۔ جب ہمارے ہاتھوں میں آتے ہیں۔ تو ہم اُن کو اپنے گھروں میں بچوں کو دیتے ہوئے سخت صدمہ محسوس کرتے ہیں۔ اس لئے کہ مستورات اور بچے ان گندے اشتہارات کو پڑھکر اپنے دل میں کیا خیال کرتے ہوں گے۔

اخبارات کے مالک چند پیسوں کی خاطر ایسے فحش اور گندے اشتہار شائع کرتے ہوئے شرم محسوس نہیں کرتے۔ اور نہ وہ نیم حکیم اور نیم دید اپنے شریف اور معزز پیشے کی کوئی شرم کرتے ہیں کہ وہ کیا شائع کر رہے ہیں۔

جب ہم ان اخبارات کے ان صفحات کو دیکھتے ہیں۔ اور دیواروں پر لگے ہوئے بڑے بڑے اشتہارات کو پڑھتے ہیں۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ شاید ہندوستان میں کوئی مرد رہے ہی نہیں یہ حالات ایسے ہیں۔ کہ جو ہندوستان کے لئے بہت ہی قابلِ شرم و ندامت ہے۔ پس یہ اشتہارات جو ہر طرح اخلاق میں پستی پیدا کرتے ہیں۔ اور انسانیت کی توہین کرنے والے ہیں۔ ان کا پورا پورا انسداد کیا جائے۔ اور ایسے اشتہار دینے والوں کو اور ایسے اشتہار شائع کرنے والوں کو سخت سے سخت سزائیں دی جائیں۔ تاکہ...

جناب بابا شبراتی صاحب مرحوم بھاگلپوری کے حالات

بابا شبراتی مرحوم ان لوگوں میں سے تھے۔ جن کو خدا تعالےٰ نے عمر کے آخری حصہ میں احمدیت کی نعمت عطا کی۔ اور باوجود اس کے کہ کسی ظاہری علم کے حامل نہ تھے۔ مگر خدا تعالےٰ نے اُن کو دین العجائز سے حصہ وافر دیا۔ اور انہوں نے اس مضبوطی سے دین کو پکڑا۔ کہ موت تک اسے اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ وہ اپنے گھر سے ایسے آئے۔ کہ پھر کبھی اس طرف کا رُخ نہ کیا۔ اور اپنے عزیز و اقارب جو مذہبی رنگ میں ان کے ہمخیال نہ تھے۔ ان کو ایسے بھولے۔ کہ پھر کبھی یاد نہ کیا۔ ان کی ہجرت ایک مکمل ہجرت تھی۔ جس کے بعد انہوں نے گذشتہ مالوفات کو کبھی یاد نہ کیا۔ اللہ سے دعا ہے۔ کہ وہ ایسے لوگوں کو اپنے فضلوں کی چادر میں ڈھانپ لے۔ اور ان کی غلطیاں معاف فرمائے۔ (ایڈیٹر)

بابا شبراتی صاحب مرحوم ایک کوروہ موضع رنگڑہ متصل بھاگلپور کے رہنے والے تھے۔ اور عرصہ دراز سے مجھ سے اُن کی ملاقات تھی۔ جب کبھی کوئی درویش صفت انسان کی آمد کی خبر اپنے گاؤں میں یا اس کے اطراف میں یہ سُن لیتے۔ تو اُسے بہت ذوق شوق سے اپنے یہاں ٹھیراتے۔ اور اس کی حتی الامکان مہمان نوازی و خاطر داری کرتے۔

اگرچہ بابا صاحب ناخواندہ تھے۔ تاہم درویشوں کی صحبت میں اکثر رہنے کی وجہ سے اسلامی شعائر کے بڑے مداح تھے۔ اور نماز روزہ کے بڑے پابند تھے۔ اور بار بار حج کرنے کا اشتیاق ظاہر کیا کرتے تھے۔ ۱۹۱۷ء میں جب کہ میں دارالامان سے مشرف بہ بیعت ہو کر اپنے وطن کو واپس گیا۔ تو اس کے کچھ عرصہ کے بعد مجھے اپنی زمین کی دیکھ بھال کے لئے جو بابا صاحب کے گاؤں میں تھی جانا پڑا۔ میرے وہاں پہنچنے سے قبل ہی بابا صاحب نے چونکہ لوگوں سے سُن لیا تھا۔ کہ میں نعوذ باللہ پاگل اور کافر ہو گیا تھا۔ اس لئے مجھ سے ملتے ہی پوچھنے لگے۔ کہ تم کو لوگ کس لئے پاگل اور کافر کہتے ہیں۔ اس پر میں نے اُسے سارا حال احمدیت کے قبول کرنے کے متعلق بتایا۔ اس ضمن میں اُن کو حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی خوشخبری سنائی۔ اور حتی الامکان حضرت موصوف کے حالات سنائے۔ اس پر وہ بہت خوش ہوئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ میں حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لے آیا۔ تم گواہ رہو اور مجھے ان کے جائے ظہور (قادیان) اپنے ساتھ حتی الامکان جلد لے چلو۔ اس کے بعد میں اپنے وطن بھاگلپور واپس آیا اور دو سال کے بعد پھر زمین مذکور فروخت کرنے کے لئے ان کے گاؤں گیا۔ بابا صاحب نے مجھے زمین فروخت کرنے میں بڑی مدد دی۔ جب زمین فروخت ہو گئی۔ تو میں قادیان ہجرت کر جانے کا ارادہ بابا صاحب سے ظاہر کیا۔ بابا صاحب نے مجھے کہا۔ کہ میں بھی قادیان میں چلکر رہوں گا۔ مجھے ساتھ لے چلو۔ اور دعا کی کہ خدایا مجھے حضرت کے قدموں کے تلے ہمیشہ رکھیو۔

بابا صاحب اپنے لڑکوں سے مل جل کر میرے ساتھ ہو لئے۔ اور بھاگلپور میں چند دن میرے ساتھ رہے۔ اس اثناء میں ایک میرے رشتہ دار نے جو سلسلہ کے مخالف تھے بابا صاحب سے کہا۔ کہ افضال احمد تو پاگل اور کافر ہو گیا۔ اور اپنے بیوی بچے قادیان لے جا رہا ہے۔ بڑے میاں آپ اس کے پیچھے قادیان کیوں جا رہے ہیں۔ اس پر بابا صاحب نے اسے فوراً جواب دیا۔ کہ میں قاعدہ سیکھنے کے لئے قادیان جا رہا ہوں۔ یہ اُن کا جواب معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا کے طرف ہی سے تھا۔ کیونکہ واقعی اب ساری دنیا کے لئے قادیان ہی دین کا قاعدہ سیکھنے کی جگہ ہے۔ جیسے کہ کتب مقدسہ کی پیشگوئیاں بہ الفاظ کدہ و قدعون سے ظاہر ہے۔ اور کیوں نہ ہو۔ جب کہ اس بستی کا نام ہی اللہ تعالےٰ نے اسلام پور قاضیاں شروع سے رکھوایا تھا۔ جو اب بکثرت استعمال سے قادیان بن گیا ہے۔ بابا صاحب کا یہ جواب سنکر میں بہت خوش ہوا۔ اور میرے ایمان میں بڑی ترقی ہوئی۔

اس کے چند دن بعد میں بابا صاحب کو اپنے ہمراہ لیکر قادیان آگیا۔ میرے ساتھ میری بیوی بچے سب آگئے۔

بابا صاحب کی خوش قسمتی کہ اُن کی یہ دعا کہ خدا مجھے حضرت کے قدموں میں رکھیو آتے ہی پوری ہوئی۔ اور وہ اس طرح کہ آتے ہی اُن کو حضرت مسیح موعود کی ڈیوڑھی پر دربان کی ملازمت مل گئی۔ اور بابا صاحب خوش خوش اللہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ڈیوڑھی پر دربانی کرنے لگے۔ شروع شروع میں چونکہ بابا صاحب کو یہاں کی بول چال سے قطعی مس نہ تھا۔ اس لئے ایک دفعہ عجیب لطیفہ ہوا۔ ڈیوڑھی کے بھیتر سے یہ کہلایا گیا۔ کہ آٹے کی بوری لے آئیں بابا صاحب نے سمجھا۔ کہ ٹانگا منگایا گیا ہے۔ سیدھے نواب صاحب کی کوٹھی پہنچے۔ اور ٹانگہ جتوا کر لے آئے۔ کچھ عرصہ بعد ڈیوڑھی میں سے اُن سے دریافت کیا گیا۔ کہ آٹے کی بوری لائے یا نہیں۔ تو بابا صاحب نے کہا۔ کہ میں تو نواب صاحب کے یہاں سے ٹانگہ لے آیا ہوں۔ یہی میں سمجھا تھا۔ اس پر حضرت ام المومنین کو بہت ہنسی آئی۔ اور تمام بچے اور ملازمہ وغیرہ بابا کی اس سادگی کا دیر تک لطف اُٹھاتے رہے۔ چونکہ بابا صاحب اپنی خدمات انجام دیتے دیتے بہت ضعیف ہو چکے تھے۔ اور عمر تقریباً سو سال کے قریب ہو چکی تھی۔ اس لئے انہیں اپنے فرائض سے سبکدوش کر دیا گیا۔ اور دار الضعفاء میں انکے رہنے کا انتظام کر دیا گیا۔ کھانا صبح شام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لنگر خانہ سے ان کے لئے مقرر ہو گیا۔ آخری ایام تک بابا صاحب دار الضعفاء میں ہی رہے۔ میں ستمبر ۱۹۳۱ء میں جب سماٹرا سے قادیان آیا۔ تو بابا صاحب سے ملنے دار الضعفاء میں گیا۔ دیکھنے پر معلوم ہوا۔ کہ بابا صاحب کی بینائی اور صحت خراب ہو چکی ہے۔ بابا صاحب نے بات چیت کے دوران میں مجھے فرمایا۔ آپ اچھے آگئے۔ اب میرا آخری وقت ہے۔ اس کے چند دن بعد میں پھر اُن سے ملا۔ تو دیکھا کہ اتنے مجبور ہو گئے تھے۔ کہ پیشاب پاخانے کے لئے چارپائی سے اتر نہیں سکتے تھے۔ میں نے یہ سب بابا صاحب کا حال حضرت قبلہ مولوی میر محمد اسحٰق صاحب سے بیان کیا۔ تو انہوں نے بابا صاحب کو مہمان خانہ میں بلوا لیا۔ اور بابا صاحب کا جسم چونکہ نجاست آلودہ تھا۔ اور کپڑے بدلنے کے لئے نہیں تھے۔ جناب میر صاحب موصوف نے اپنے سامنے انہیں نہلوا کر اپنے گھر سے کپڑے منگوا کر انہیں پہنائے۔ اور ایک خاص خادم بنام علی محمد کو ان کی خدمت کے لئے مقرر فرمایا۔ اس جوان نے بھی بڑی ہمدردی سے خدمت کی۔ بابا صاحب نے میر صاحب کو بہت دعائیں دیں۔ میر صاحب کا یہ ہمدردی کا نمونہ نہایت ہی قابل تعریف اور قابل تقلید ہے۔ خدا انکے دارین میں بڑے بڑے مراتب عطا فرمائے۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے۔ کہ جناب مولا بخش صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کے صحابی ہیں اور علاقہ یو۔ پی کے در اصل باشندے ہیں نے بھی بابا صاحب کی علالت کے ایام میں بہت ہی ہمدردی دکھائی۔ اور ان کی جسمانی صفائی اور دیکھ بھال میں بہت مدد کی۔ خدا ان کو اس کا اجر عظیم عطا فرماوے۔

بابا صاحب کا آخری وقت آ ہی گیا۔ اور ۲۶۔ رمضان کو آخری سہ ماہی ۱۹۳۹ء میں انہوں نے انتقال فرمایا۔ اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

ان کے تجہیز و تکفین کا انتظام بھی قبلہ میر صاحب نے اپنی نگرانی میں بہت اچھی طرح کیا۔ چونکہ بابا صاحب موصی تھے اس لئے مقبرہ بہشتی میں ان کی تدفین کا انتظام کیا گیا۔ جناب میر محمد اسحٰق صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور مقبرہ بہشتی میں دفن کئے گئے۔

چونکہ بابا صاحب بڑے مہمان نواز تھے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے بھی اُن کو مقبرہ بہشتی میں دفن ہونے کی توفیق فرمائی۔ اور اپنے جنت میں داخل فرمایا۔ تمام احباب سے استدعا ہے۔ کہ بابا صاحب کی ترقی درجات کے لئے دعا فرماویں۔ اور یہ بھی دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالےٰ اُن کی اولاد کو بھی نعمت احمدیت سے مالا مال کرے۔

(احقر افضال احمد قریشی بھاگلپوری محلہ دار الرحمت۔ قادیان)

اللہ تعالےٰ کے حضور مقبول قربانی وہی ہے جو اپنی خوشی سے کی جائے

"سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے حضور تحریک جدید کے وعدے کرنیوالے احباب وہ ہیں۔ جو اپنی خوشی اور رضا و رغبت سے تحریک جدید کی قربانی پر لبیک کہتے ہیں اور خوشی کی قربانیاں ہی ہیں جو انسان کو سرور اور راحت دیتی ہیں۔ اور جماعت احمدیہ میں بہت سے لوگ ہیں" "جنہیں ہر قسم کی قربانیاں کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ باوجود اس کے وہ خواہش کرتے ہیں۔ کہ انہیں قربانی کا اور موقعہ ملے یہی لوگ حقیقی جنت میں ہوتے ہیں۔ کیونکہ اُن کا دل خدا تعالےٰ کی رضاء سے خوش ہوتا رہتا ہے۔ اور کوئی تکلیف انہیں غمگین نہیں کر سکتی"!!

مال و دولت کا تو یہ حال ہے۔ کہ اس میں نقصان ہوتا رہتا ہے۔ چور لے جاتے ہیں۔ گھر میں کوئی بیمار ہو جائے۔ تو ڈاکٹروں اور دوائیوں پر بہت سا روپیہ اُٹھ جاتا ہے۔ لیکن اگر مال کو دین کی راہ میں خرچ کر دیا جائے۔ اور بہ رضا و رغبت خوشی سے قربانیاں کی جائیں۔ تو نتیجۃً انسان بہت زیادہ نفع میں رہتا ہے۔

پس وہ لوگ جو تحریک جدید کے جہاد میں شامل ہیں۔ انہوں نے جہاں اپنے وعدے اپنی خوشی اور مرضی سے کئے ہیں اور بغیر کسی اصرار اور جبر کے کئے ہیں۔ وہ اپنے وعدوں کی ادائیگی بھی اسی جذبہ اور اسی اخلاص کے ساتھ کریں۔ کیونکہ خوشی اور رضا و رغبت کی قربانی ہی اللہ تعالےٰ کے حضور مقبول ہوتی ہے۔ اور تحریک جدید کی غرض یہ ہے۔ کہ جماعت میں تقویٰ اور اخلاص پیدا کیا جائے۔ کیونکہ تقویٰ اور اخلاص پر مبنی قربانیاں ہی نتیجہ خیز اور بابرکت ہوتی ہیں۔ پس کل ہفتم کا وعدہ کرنے والے احباب وعدے جلد تر پورا کرنے کی

اخبار الحکم کیلئے ایک سو ۱۰۰ ہمدردوں کی ضرورت

پانچروپیہ ماہوار کی قسط میں الحکم کے گذشتہ فائیل

ہمکو اخبار الحکم کے قیام وبقا کیلئے روپیہ کی سخت ضرورت ہے۔ اگرچہ بہت سے ایسے دوست بھی ہیں جنکی طرف الحکم کے بقائے جمع ہیں۔ اور الحکم موت وحیات کے تلاطم خیز سمندر میں تھپیڑے کھا رہا ہے۔ مگر انکے قلب پر کوئی اپیل کوئی دلگداز حالت موثر نہیں ہوتی۔ وہ ایک ہی چیز جانتے ہیں۔ کہ وہ خاموشی اختیار کر رکھیں۔ اگر خاموشی سے لوگوں کے حقوق ٹلائے جاسکتے ہیں۔ تو اُن کو خوش ہونا چاہیئے۔ کہ انہوں نے اپنے چند روپے بچالئے! اور اگر یہ حقوق کا سوال ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے حضور پوچھا جائیگا۔ تو ان کو اس کی فکر کرنی چاہیئے۔

میں ایک عرصہ تک یقین رکھتا تھا۔ کہ ہماری یہ رقم ضائع نہیں ہوسکتی۔ مگر اب مجھے ایک لمبے عرصے کے تجربہ سے یہ یقین ہوچلا ہے۔ کہ اس رقم کی وصولی کی بظاہر کوئی امید نہیں۔ لیکن میں ایسے احباب کو کہدینا چاہتا ہوں۔ کہ **الحکم اپنے مطالبہ کو کبھی معاف نہیں کریگا۔** اسلئے اگر حقیقت میں اُن کا دل خشیت الٰہی سے لبریز ہے۔ تو وہ اس قرضہ کو بھی دوسرے قرضوں کی طرح ادا کردیں۔ یہ رقم جو احباب سے واجب الوصول ہے۔ وہ چار ہزار ۴۰۰۰ کی بڑی رقم ہے۔ جنکی عدم وصولی نے الحکم کو اس نوبت تک پہنچا دیا۔ اس وقت حالت یہ ہے۔ کہ الحکم کا فنڈ بالکل صفر ہے۔

مگر

ہم اسے جاری رکھنے کیلئے انتہائی جدوجہد کرتے چلے جاتے ہیں۔ اسلئے ہماری تجویز یہ ہے۔ کہ

الحکم کے گذشتہ فائلوں کو فروخت کردیا جائے

اور اس رقم سے الحکم کو زندہ رکھنے کی سعی کی جائے۔

اس غرض کیلئے

میں الحکم کے ایک سو ہمدردوں کو پکارتا ہوں۔ جو

پانچروپیہ ماہوار کی قسط

ادا کریں۔ ہر قسط کی ادائیگی پر ان کو ایک سال کا فائیل بھیجدیا جایا کرے گا اسطرح سے وہ قیمتی خزانہ جو الحکم کے فائلوں میں محفوظ ہے۔ آپکے پاس پہنچ جائیگا۔ گذشتہ چالیس سال کی تاریخ ان فائلوں میں آپ کو محفوظ ملیگی۔ مئے عرفان کے بھرے ہوئے شیشے۔ خدا کے مامور ومرسل کی مجلسوں کا حال چلتے۔ پھرتے۔ بیٹھتے! اُٹھتے ہر مجلس کا رنگ ونقشہ اسمیں نظر آئیگا آسمانی وحی اور ایمان افروز مکاشفات آپ کو پڑھنے کو ملیں گے۔ یہی وہ الحکم ہے۔ جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے

اپنا ایک بازو قرار دیا تھا

یہ سب کچھ اور اس کے علاوہ سلسلہ کے بزرگوں مثلاً حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خطبے۔ انکے ہاتھ کی تحریریں۔ یہ سب چیزیں آپکو الحکم میں ملیں گی۔

الحکم کے گذشتہ فائل زیادہ سے زیادہ ایک سو ہونگے۔ جنکو دفتر الحکم گذشتہ چالیس سال سے سنبھال کر رکھ رہا ہے۔ جب یہ پرچے فروخت ہوجائیں گے تو کسی قیمت پر بھی دستیاب نہ ہونگے۔

خدا نے جن کو وسعت دی ہے

وہ اس موقعہ سے فائدہ اُٹھائیں۔ بڑی بڑی انجمنوں کے ارکین اپنی لائبریریوں کیلئے الحکم کے اس مجموعے کو خریدلیں۔ کیونکہ ایسا بہتر موقع پھر میسر نہ آئے گا۔ آپکی ذرا سی توجہ سے آپکو ایک بہت بڑے نادر المثال خزانہ کی مالک بنادیگی اور ہم کو الحکم کے زندہ رکھنے کیلئے ایک اچھی مدد پہنچ سکے گی۔ والسلام

المشتہر

محمود احمد عرفانی ایڈیٹر اخبار الحکم قادیان دارالامان